دیوان اعظم

مسمّٰی بہ

کلام اعظم

الحمدللہ کہ یہ دیوان مصنفہ ارسطوے دوران جناب
حکیم اعظم علیخان متخلص باعظم سلمہ المنان نے
تصنیف کیا۔ اور ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں

در مطبع افتخار دہلی باہتمام منشی محمد ابراہیم طبع شد

قیمت فی جلد ۵ر   محصول ڈاک /

رجسٹری شدہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۶	بن	بن	۲۲	۱۲	بھیر	بھیر	۳۹	۲۰	بچارا تم	بچارا ہم	۵۶	۸	بچے	[illegible]
۳	۱۸	برنگی	بیرنگی	۲۲	۱۵	اسیر	اسیر	〃	۱۵	ہیں	ہیں	۵۷	۱	رفت	[illegible]
۴	۹	دوسر	دوسرا	۲۲	۱۲	شوق کی	شوق کا [illegible]	۴۰	۴	تم	تپ	〃	۴	دہ ہے	[illegible]
۴	۱۵	اٹھو	اٹھو	۲۳	۳	جشن	جسم	〃	۱۱	ستا یانہ	الست	〃	۱۵	سپند	[illegible]
۵	۴	نکہت	نکہت	۲۳	۴	اندری	اندازی	〃	۱۴		جہنم کا	۵۸	۱۴	اُس	[illegible]
۶	۳	یورپ	یورپیا	۲۴	۱۴	درامنت	دولمت	〃	۱۵		تری	〃	۱۸	دلیں	[illegible]
۶	۱۹	نکلا	نکلا	۲۴	۳	وہ طفیل	وہ طفیل	〃	۱۸	سن	حسن	۵۹	۳	عہد	[illegible]
۷	۵	آرام	آلام	۲۴	۹	لب	غلطب	۴۳	۹	سایا	سمایا	〃	۴	زبان	[illegible]
۷	۱۴	مشہور	مشہور	۲۴	۱۶	مولا اعظم	مولا اعظم	۴۴	۴	سرایا	سرایا	〃	۷	کرکی	[illegible]
۷	۳	تیر	تیر	۲۵	۳	زوال کفر	زوال کفر	۴۵	۲		لب پہ	۶۲	۱۴	اپنا	[illegible]
۸	۱۶	ہوتی	ہوتی	〃	۴	سی سکی	سسکی	〃	۱۲	بہتی	ابنی	۶۳	۱۴	دو گلستان	[illegible]
۸	۱۵	توسنے	تو نے	۲۶	۲	جوش ارجاوے	جوش ارجاوے	۴۶	۶	نارا	مارا	۶۱	۱۷	اٹھو کی	[illegible]
۸	۲۰	سحر	سخن			ولی	اسکا	۴۷	۱۸	ہمراہ	گمراہ	〃	۱۵	گری کا	[illegible]
۱۰		چاره	چارہ	〃	۱۴	اولیے	اولے	۴۸	۲۰	ترتری	ترتی	۶۴	۱۳	گفتہ	[illegible]
۱۱	۱۰	شہید	شہیدا	〃		وہ	وہ اک	〃	۲۱	بتایا	بنایا				
۱۱	۹	خستہ حال	خستہ حال کا	〃	۱۳	گیا	گیا شور جا	۵۰	۲۰	منہ گھو	الست				
۱۳	۹	تونامی	تو تمامی	〃	۱۵	سے	سیخ	〃	۷	دو	دہ				
۱۴	۱۵	میں	میں بھی	۲۷	۴	سہو	سرو	〃	۱۷	طرح	طرح دے				
۱۴	۲۰	جو دیا	جو دیا دل	۲۸	۸	نگار	یار	۵۰	۶	بھاگا	بہا				
۱۵	۷	ہمیں	تن من	۲۹	۳	سرو	سرود	۵۱	۱۸	بچن	چلن				
۱۶		پہی	بہی	〃	۵	لب وہ	لب	۵۲	۱۹	چمن	یمن				
۱۶	۷	ودپیا	پیاپا	〃	۵	ہوا لب	آب	۵۲	۱۳	چلین	چلن				
۱۶	۹	انگی	انکھی	〃	۱۴	فیض	فیض آ	〃	۱۰	ارام	امام				
۱۷		ھکتی	ٹھکنے	۳۱	۶	جوار	جواہر	۵۳	۱۰	آگے	آکے				
۱۷	۹	ٹھی	انکھی	۳۲	۱۱	جاوم	جاگیں	〃	۲۱		خلاق				
۱۷	۱۸	لب یب	لب پر	۳۳	۱۱	ذرتی	ذواق	۵۴	۶	ین	این				
۱۸	۶	درلقا	درلقا	〃	۱۹	ہوش	ہوس								
۱۸	۱۸	سمجھنا	سمجھتا	〃	۱۰	سوخ	شوخ								
۱۹	۹	بہی اسطور	اسطور	۳۸	۷	بہی	یہ ہی								
۲۰	۱۷	ہیگرگرم	ہو اگرم	〃	۱۷	خیال	جمال								
۲۱	۱۹	دل میں	دل	〃	۱۹	کلہ	کلمہ								
۲۱	۱۸	آندھیرا	اندھیر	〃	۱۹	شان و	شان اور								

تمت

تمام شد

دیوان اعظم

مسمّیٰ بہ

کلام اعظم

۱۳۲۹ھ

الحمد للہ کہ یہ دیوان مصنفہ ارسطوی دوران جناب
حکیم اعظم علیخان متخلص با عظم سلمہ المنان
نے تصنیف کیا۔ اور سنہ ۱۳۲۹ھ مطابق سنہ ۱۹۱۱ء میں

در مطبع افتخار دہلی باہتمام منشی محمد ابراہیم طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پس حمد و ثنا چمکا ہے مطلع میرے دیوان کا
کہ سر پر ہے میرے دست کرم محبوب سبحان کا

میرا سینہ ہوا ایک تختۂ شاداب رضوان کا
کہ ہوتا ہے خرام ناز اس جا غوث دوران کا

خدا قایم رکھے انوار قادر میرے سینہ میں
ہوا ہے وصل روحی مٹ گیا ہے داغ ہجران کا

دکھا کر شکل پاک اپنی کیا سرشار مجھکو ایسا
وہ اس حصہ میں میرے در مقفل ہے لب جان کا

میرے آقا میرے مولا میرے ہادی میرے مرشد
ترے صدقہ کیا اخفا تو نے سر پنہان کا

تیرا جود و سخا اب خضر کا محتاج کیوں رکھتا
زہے طالع میرے تو نے پلایا آب حیوان کا

کہیں دولت کہیں ثروت خدا جو چاہے جسکو دے
تعز من تشاء مشہور ایک آیہ ہے قرآن کا

یہ آدم ہے حباب آسا کوئی اٹھے کوئی بیٹھے
مٹانا اور بنانا کام ہے گردون گردان کا

تیرے مرقد پہ ہوں انوار قادر کیوں نہ اے اعظم
کہ تجھ کو جانتے ہیں خاک پا شیر یزدان کا

اے باد کوئے دلبر خوشبو کا مجھے لگا جا
خوشبوئے جعد کاکل اسکی مجھے سنگھا جا

گلشن میں ہیں جو بوٹے تو ٹوٹیں ہیں یہ ڈالی
ڈالی میں ہیں یہ غنچے ذرا کھلا جا

اے نور حسن مطلق وے عشق ذات باری
تجھکو قسم ہے اپنی جلوہ ذرا دکھا جا

تیری گلی میں آکر رسوائیاں اٹھا کر
بدنام ہو چکا ہوں صورت ذرا دکھا جا

ہجر میں نہ رحم کہا نا مژگاں سے چھید جانا
قاتل تجھے قسم ہے جھگڑا کہیں چکا جا

کلیجہ ہے میرا سارا مدفن بنے ہمارا
لاشہ پڑا ہے میرا پھر خدا اٹھا جا

وہ ناز اور وہ غمزہ ہیں قدرتی جو تجھ میں
تیغ نظر سے انکی چرکے ذرا لگا جا

اعظم کی ساری عظمت اب خاک میں ملی ہے
قدموں سے اپنی اسکو آکر ذرا لگا جا

پالے بن کا جو جنوں یار ہے کامل اپنا
کس طرح اسکو نبھائے دل عادل اپنا

حشر تک ہوتے نہ سائل کبھی آئینے جنکو
دیکھتے ہی دل ناداں ہوا سائل اپنا

بت بنے آہ ذرا منہ سے نہ بولے ہرگز
سر کو مارا کیا پتھر سے یہ گھایل اپنا

بحر ہے بار گراں کشتیٔ جاں میں اپنی
اور یہ منجدھار میں ہے دور ہے ساحل اپنا

اعظم خستہ جگر کس سے کہے یہ ہائے
پھر گیا تیغ اٹھا سر سے وہ قاتل اپنا

جلوہ آرا میرے دلمیں جب وہ گلرو ہو گیا
چار سو کا جو تماشا تھا وہ اکسو ہو گیا

کعبۂ دلمیں میری ایک بت کا قابو ہو گیا
تھا جو کچھ بیرنگ عالم - عالم ہو ہو گیا

تیر مژگان صنم نکلا جو دلمیں بیٹھ کر
درد کے اٹھنیکا بھی اب دلمیں پہلو ہو گیا

پڑھتے ہی چشم خماری کے میرا دل گم ہوا
کس نگاہ فتنہ زا کا اس پہ قابو ہو گیا

گرمیاں شوق لقا کی شوخیوں کی نذر ہیں
سرد مہری صنم کا دل پہ قابو ہو گیا

صاف ہو کر دل جو ایک آئینۂ وحدت بنا
چشم نظارہ میں جلوہ اسکا ہر سو ہو گیا

رنگ بیرنگی وحدت میں ہیں تخصیص ذات
آریا کوئی بنا اور کوئی ہندو ہو گیا

بھول جائیگا فسانہ حور و جنت کا تو شیخ
گر کبھی میرا وہ گلرو تیرے بر رو ہو گیا

اعظم ساقی پلا ایکدم جو دیتی ہے تجھے

قطرہ قطرہ حلق میں پڑنے سے لہو ہو گیا

قتل پر آمادہ میرے جب وہ گلرو ہو گیا
حشر میں بولیں کہ اب قاتل پہ قابو ہو گیا

چارہ جو ہر کا تمنا دل کے آئینہ میں ہے
اسکو وہ جانے کہ جسکا دل پہ قابو ہو گیا

تلگیا آنکھوں کے پلو میں سے بیر حسن صنم
حسن یوسف اسکا پاسنگ ترازو ہو گیا

قلب عاشق اپنے نہیں ملتا کبھی قابو مجھے
قلب کردونگا جو میرا آپسے قابو ہو گیا

دام الفت میں کہا صیاد نے پر باندہ کر
جب قفس کھولا کہ وہ بیکار بازو ہو گیا

اشک خوں وہ خشک سوز غم کے ہاتھوں سے ہوئے
بحر احمر کا طلاطم ایک چلو ہو گیا

دل پے جب گذرا تری برق تبسم کا خیال
خرمن انبار ارمان جلکے سب بو ہو گیا

دعوی یکتائی تیرا آئینہ نے کہو دیا
ایک تہا تیرے مقابل دوسرا تو ہو گیا

آنکہو میں ستم کی چتون تیغ ابرو ہیں بہوں
خوف رستم ہوتے ہوتے خوف ابرو ہو گیا

در حقیقت ہی برے کا ساتھ بہی اعظم برا
نفس بدخو کے اثر سے دل بہی بدخو ہو گیا

جسکی فرقت میں ہے دم تیرا لبوں پر آیا
اس ستمگر سے تو پھر ملنے دل مضطر آیا

حشر میں شربت دیدار کے پیاسے نہ رہے
دیکھتے ہی ہمیں وہ ساقی کوثر آیا

اتو دیدار مبارک کو دکھا دو اے شاہ
ہند سے سوئے مدینہ دل مضطر آیا

ہم گنہگاروں کے عصیاں جو ہوئے حد سے فزوں
بخشوانے ہمیں وہ شافع محشر آیا

تاب دیدار نہیں دیکھ کے غش آنے لگا
جب نظر جلوہ حسن رخ انور آیا

جلوہ نور الٰہی کا تماشا دیکھا
جب میرے دیدۂ حق بین میں وہ رہبر آیا

برق ایک ساعقہ کردار چمکتی دیکھی
جب خیال رخ پرنور پیمبر آیا

غزل نعت نبی اور درود اور صلوۃ
مجھکو بخشش کا وسیلہ یہ میسر آیا

ترے اعمال کہاں ایسے تھے لیکن اعظم
صابری صدقہ سے جامِ مئی کوثر آیا

بار عصیاں سے جو میں حشر میں مضطر آیا
دستگیری کو میری شافعِ محشر آیا

جب ہوا نکہتِ گیسوئے معنبر لائی
غنچہ بھی گل کی طرح جامہ سے باہر آیا

اہل تمکیں سے ہوتا ہے سبکسار بلند
تیرنے کے لیئے گل ڈوبنے کو زر آیا

دامنِ آلِ پیمبر میں میں چھپ جاؤنگا
روبرو میرے گناہوں کا جو دفتر آیا

ذکر جب حضرتِ شبیر کا لکھنا چاہا
پھر تحریر قلم خون میں نہا کر آیا

کربلا پھر نہ یا رت نہ گیا تو اعظم
چین اس دہلی میں ابتک تجھے کیونکر آیا

آغاز عشق میں بھی یہ انجام ہو گیا
ناکامیاب گرچہ رہا کام ہو گیا

میرا ازل سے تھا جو ترے عاشقوں میں نام
دنیا میں آکے اسکا سرانجام ہو گیا

نالوں سے رام دلبر خود کام ہو گیا
آغاز غازۂ رخ ـ انجام ہو گیا

نامِ خدا نقاب سے جھلکا جو نورِ یار
حسنِ نقاب جلوہ گہہ عام ہو گیا

ٹھکرا کے میری نعش کو قاتل نے یوں کہا
آخر تجھیر تیرا بھی انجام ہو گیا

وردِ زباں جو نعتِ محمد ہے رات دن
طوطیِ خوش بیان میرا نام ہو گیا

وعدہ خلافیونکی بدولت جناب کے
پختہ جو تھا خیال میرا خام ہو گیا

گمنام زندگی میں تھے ہم تو کیا ہوا
قربان جان کرتے ہی بس نام ہو گیا

دشنام دیتے ہیں میری صورت کو دیکھکر
صد شکر میں بھی قابلِ انعام ہو گیا

سچ ہے مریضِ عشق کی جان بھی غضب میں ہے
باتوں میں بگڑا باتوں میں آرام ہو گیا

رخ نے تمہارے جلوہ صحر کا دکھا دیا
زلفیں کھلیں تو وقت سرِ شام ہو گیا

آنا بھی اُنکا سچ ہی قیامت سے کم نہیں
محفل میں اُنکے آنے سے کہرام ہو گیا

دنیا کی سرزمین نے پائے ہیں کتنے نام
یورپ کہیں ہوا کہیں آسام ہو گیا

کہتے ہیں جسکو موت وہ پیغامِ وصل ہے
واصل شہید خنجرِ پیغام ہو گیا

ساقی سے کس کا نامہ و پیغام ہو گیا
جلوہ فروش بادہ خطِ جام ہو گیا

اے جذبِ شوق لا کہیں اس بت کو کھینچکر
دل میرا وقفِ گردشِ ایام ہو گیا

اللہ ری اپنی سوختہ نصیبی کی خامیاں
جو پھل پکا وہی ثمرِ خام ہو گیا

یومِ ازل سے نام تھا عشاق میں سرے
دنیا میں آ کے عاشقِ بدنام ہو گیا

جب اُن سے لذتِ مئے اُلفت کے کئے کلام
جاری زباں پہ کلمۂ دشنام ہو گیا

یوسف کو زر خرید لکھا ہے تمام نے
اعظم غلام آپکا بیدام ہو گیا

آغازِ عشق روکشِ انجام ہو گیا
رم کردہ شوخ آج میرا رام ہو گیا

اُس ماہ رخ نے رخ پہ جو ڈالا نقاب کو
حسنِ نقاب جلوہ گہہ عام ہو گیا

آنکھیں اگر ملیں بھی کبھی بزمِ غیر میں
تارِ نگاہ دل کے لئے دام ہو گیا

دل چاک سینہ چاک جگر چاک کر دیا
اے خنجرِ نگاہ میرا کام ہو گیا

اُس گلبدن کے عشق میں کھائے ہیں اتنے گل
ہمرنگ لالہ دل بھی گل اندام ہو گیا

عاشق کا ہجر یار میں مرنا ہے زندگی
مر جاؤں تیرے غم میں تو بس کام ہو گیا

تیغِ نگاہِ ناز سے گردن کو لاگ ہے
کیوں دلکو تیرے غمزہ سے آرام ہو گیا

دنیا پہ لات مار چلا یار کی طرف
یارانِ ہمقدم میں میرا نام ہو گیا

اسلام کفر میں ہے فقط ایک شے کا بل
نکلا جو دل سے بل تو پھر اسلام ہو گیا

رہبر نے جب کہا کہ یہ ہی یار کی گلی
ہر ہر قدم چو نرگسِ بادام ہو گیا

فغان و نالہ کی جاتی نہیں صدا
بالائے چرخ یار کا گیا بام ہو گیا

نظر سے گیا کہیں نہ رفتار سیکھ لی
جو تیز گام توسنِ ایام ہو گیا

ان اور صیام کی وہ آبرو بڑھی
ہر روزہ دار ساقیٔ گلفام ہو گیا

دباں ہوں حاسدِ بدبخت کو دیکھ
جل جل کے سوزِ غم سے سیاہ فام ہو گیا

دہ پردہ در جسے سمجھے تھے پردہ دار
ضبطِ فغاں ہی شورشِ آرام ہو گیا

لگی جو ترکِ تعلق کی کچھ ہوا
ترکِ لباس جامۂ احرام ہو گیا

ہے ایسا گردشِ چشمِ سیاہ نے
الفت کا دام شیرۂ بادام ہو گیا

اعظم ترے نصیب کے قربان میرا نصیب
آرام جانِ خلق ترا رام ہو گیا

شعلہ تنکے برق بنا نور ہو گیا
اس نور سے جہان ہی معمور ہو گیا

جلوۂ صنم سے جو پُر نور ہو گیا
ہر قطرہ دل کا میرا طور ہو گیا

سبب جلوۂ صنم نے میرے دلکو رنگ دیا
ہر ذرّہ چشمِ دل کا میرا نور ہو گیا

عد ہوا آسماں پہ زمیں پر رسولِ پاک
جلوہ حضور جس پہ پڑا نور ہو گیا

ہم نے جب اُسکے نام کی تسبیح کو پڑھا
ملکوں میں دور دور مشہور ہو گیا

ہوتی نہیں کسیکو خبر رازِ عشق کی
دعویٰ انا کا کرتے ہی منصور ہو گیا

اعظم کا رنگ محفلِ معشوق میں جا
مردود ہو کے غیر بھی کافور ہو گیا

ساقی کی ایک نگاہ سے مخمور ہو گیا
دل سے تمام رنج و الم دور ہو گیا

بوسہ کا نام سنتے ہی تیور بدل گئے
غصے سے لعل وہ رخ پر نور ہو گیا

آہ و فغاں و نالہ نے محشر بپا کیا
یہ سب ملیں صدائیں تو ایک صور ہو گیا

تیرہ مژہ کا دل پہ جو میرے لگا تھا زخم
اتنا بہا کہ صورتِ ناصور ہو گیا

ٹکڑے جو پارہ دل ہوا اٹھا جو اُس تیغ ناز سے
پھر زخم بھرتے بھرتے ایسا ناسور ہو گیا

ہر ہر قدم پہ ٹھوکریں کھائیں ہیں عشق میں
آخر کو سارا کاسۂ سر چور ہو گیا

در اصل جسمیں ہستی ہے اُس عندلیب کی یاد
دل ہی ہمارا خانۂ زنبور ہو گیا

جلوہ دکھا کے آپ نے پردہ جو کر لیا
دل میں تھا شوق دید تو رنجور ہو گیا

خاطر جو میری یار نے کی سب کے روبرو
میں اس ذرا سی بات سے مغرور ہو گیا

اُس نے بناؤ کر کے جو سج دھج سنوار لی
پہلے جو تھا پری تو وہ اب حور ہو گیا

گھر بار مال و زر تو فدا کر چکا - ولے
جان اُس پہ صدقہ کرتے ہی مسرور ہو گیا

اعظم نے خاک پائے محمد کو جب ملا
وہ پاک ہو کے خاک سے ایک نور ہو گیا

ادھر مہتاب رحمت تھا اُدھر خورشید انور تھا
سر محشر نیاز و ناز کا پلہ برابر تھا

تجلا آپ کو اُس نے کیا رخسار جاناں سے
کہ دیکھو آئینہ بھی ماہ تاباں کی برابر تھا

ہمارا خانۂ دل ہو چکا ہے آئینہ خانہ
ہر ایک پہلو میں دیکھا آپ کا جلوہ سراسر تھا

مسلسل ایک لڑی ہے موتیوں کی قطرۂ شبنم
کہ سبزہ سر سے پا تک ایک لڑی موتی کا زیور تھا

صفائی کر دکھائی واہ کیا وحدت نے کثرت میں
میرا دل یہ غبار ماسوا اللہ سے مکدر تھا

کسی پردہ نشیں کے غم میں بھر آیا جو دل میرا
یہاں گریہ برابر تھا وہاں پردہ سراسر تھا

بڑی مشکل سے ہاتھ آیا ہے موتی دل کے مقصد کا
اسی کے واسطے بحر محبت کا شناور تھا

ادھر عجز و نیاز اپنا اُدھر انداز و ناز اُسکا
سر محشر نیاز و ناز کا پلہ برابر تھا

غرور حسن عجز عشق حبیب نے گئے دونو
سر محشر نیاز و ناز کا پلہ برابر تھا

ہوا سے گلشن جاناں کی جب سے آمد آمد تھی
مشام حشر تک وہ اربان معطر اور معنبر تھا

ثنا خوانی تیرا شیوہ ہوا اعظم ہمیشہ سے
سخن تیرا جب ہی تو ہر سخن پہ بھی سخن ور تھا

میرا آئینۂ دل ہو گیا ہے صاف اے اعظم
جو گردِ ماسوا اللہ اکبر سے مکدر تھا

سمندِ ناز پہ وہ نازنین سوار رہا
کمندِ زلف میں دل کا میرے شکار رہا

نہ اب وہ قول تمہارا نہ وہ قرار رہا
تمہاری بات کا اب کسکو اعتبار رہا

کٹا جو روزِ جدائی شبِ فراق آئی
ہمیشہ غم کے ہی گھوڑے پہ میں سوار رہا

ہزار کافرِ بدکیش نے کیا بدراہ
خدا کی بندگی کرنا مرا شعار رہا

یہاں جو آئیں تو آجائیں بیدھڑک آئیں
ہمارا گوشۂ عزلت میں وہ حصار رہا

بڑے ہی پیچ میں اغیار روسیاہ رہے
ہمارے سر میں جو سودائے زلفِ یار رہا

وہ تند و تیز پلا دی شراب ساقی نے
جگر رہا میرا ٹکڑے تو دل فگار رہا

ہنسا جو بلبلِ دل دیکھکر چمن اور گل
کھٹکتا آنکھ میں غیرِ لعین کے خار رہا

وہ شہسوار ہوا ہو گیا کہیں اعظم
رکاب چومنے اڑتا ہوا غبار رہا

اعظم سمجھتے سب ہیں رتبہ تیرے سخن کا
کرتا ہوں شکر دل سے اربابِ اہلِ فن کا

چڑھتے بہار پر ہے جوبن میرے چمن کا
پھولا پھلا ہے پودا نسرین و نسترن کا

بیٹھتے ہی ایک نظر کے دلبر کیا ہے قبضہ
جادو نگاہ میں ہے تو سامری ہر فن کا

افسردگی سے میری ژولیدگی سے میری
کھلتے ہوئے نہ دیکھا غنچہ کبھی چمن کا

داغِ فراق کے گل سینہ میں کھل رہے ہیں
پھولوں سے بھر گیا ہے تختہ میرے چمن کا

داغِ جگر کا گلشن ہر وہ خزاں رسیدہ
کملا کے رہ گیا ہے ہر پھول اس چمن کا

وہ پان کھاکے سرخی لب پر جما رہے ہیں
نوکِ زباں سے انکی عقدہ کھلا دہن کا

تن تنکے دیکھتے ہیں سب نوجوان تم کو
کیا سن ہے نازک اسقدر کیا روپ ہے بدن کا

کیا ترچھے تر چھے تیور کیا کج ادائیاں ہیں
تصویر کھہ رہی ہی حال اُسکے بانکپن کا

اعظم اُلجھہ رہے ہو ہر ایک بات پر تم
کیا سایہ پڑ گیا ہے اُس زلفِ پرشکن کا

خالی نہیں ہی عہدہ دہلی میں اہلِ فن کا
نقشہ بدلگیا ہے کچھہ اندنوں وطن کا

مدفن تک آئے ہمدم میّت کے مرے ہمراہ
احسان ہی یہ مجھہ پر یارانِ ہم وطن کا

مشکیں حنا کی خوشبو ہی زلفِ عنبریں میں
ہر ایک اسکا حلقہ نافہ ہی کیا ختن کا

لاکھہ ہے کیا غضب کا اُس لعلِ لبِ گویا
ہے ماند جس کے آگے یاقوت بھی یمن کا

منکر نکیر میرا دیکھیں نہ منہ لحد میں
شرم گناہ سے منہ پر دامن لیا کفن کا

اقرار تو کہاں ہے انکار بھی نہیں ہے
دلمیں سمجھہ رہے ہیں پہلو مرے سخن کا

افسوس اُڑ گئی سب جو کچھہ بہار تھی اب
اسوقت میں تو اعظم بلبل ہی اس چمن کا

نقشہ نظر میں کس کے کھچا ہے جلال کا
اُڑتا ہے رنگ عارضِ شمعِ جمال کا

ہوں شیفتہ میں آپکے حسن و جمال کا
صبحِ فراق میں ہے تبسم وصال کا

کر لاکھہ منہ سے وہ یہ کہی تری ہو چکی
کیا اعتبار دخترِ رزِ خورد سال کا

ڈوبا ہوں بحر شرم میں عصیاں کے ہاتھہ سے
جاری ہوا جبیں سے عرقِ انفعال کا

مانگو نہ حشر تک کبھی یہ دل دیا ہوا
لاکھوں عیوب کھتا ہے ہاتھہ ہر سوال کا

ناصح جو روکتا ہے شرابِ وصال سے
قایل میں کس طرح سے ہوں اس قیل و قال کا

سایہ میں آگیا جو کبھی اُس پری کے تو
جادو چلیگا تجھپہ نہ حوروں کی چال کا

عاشق کو قتل کرتے ہو غیروں کے سامنے
سیکھا ہی خوب آپنے یہ فن کمال کا

چارہ گر ہو چارہ زخمِ جگر بھلا
زخمِ جگر پہ تیز ہے ناخن ہلال کا

مستِ الست اعظم شیدا ازل سے ہے
مستوں میں رنگ جا اسکے حال و قال کا

چلتے ہیں آپ انکے رنگ سے محشر کی چال کا
وہ کیا کریں خیال کسی پائمال کا

لب کیوں نہ چاٹوں لذتِ شوقِ وصال تھا
شیدا ہوا ہوں ایک بتِ شیریں مقال کا

بازارِ غم میں جب سے ہوا مشتریِ زلف
اس دلکو رہن کر چکا ہوں بال بال کا

مرغِ نظر کو اس سے بچانا محال ہے
دیکھا ہے دامِ زلف میں دانہ جو خال کا

صابر کے در کا جب سے یہ اعظم ہوا فقیر
قائل نہیں رہا وہ کسی قیل و قال کا

پوچھا جو حال آپنے اس خستہ کا حال
دکھلایا رنگ اس نے مسیحا کے چال کا

یوں عید کی خوشی نظر ہے ہلال پہ
ناخن سے انکی ملتا ہے نقشہ ہلال کا

اعظم نے شعر گوئی میں اپنا قدم رکھا
یہ بھی اثر ہے صحبتِ اہلِ کمال کا

دلِ غمگیں ہے دردِ عشق سے عالم ہی ایک ہوگا
خیالِ روئے جاناں میں ستا منہہ ہی آنسو کا

جلا ڈالا تپِ فرقت نے سب میرا لہو پانی
نظر آتا نہیں آنکھوں میں قطرہ ایک آنسو کا

تیرے عاشق کی ہستی بھی حبابِ بحرِ الفت ہے
فنا میں دیر کیا ہے منتظر ہے آپکی چھو کا

ہمیشہ سے تڑپتے ہیں نگاہِ ناز کے بسمل
کبھی بھرتے نہ دیکھا زخم ہمنے تیغ ابرو کا

تلاشِ جنت الماوا اگر تمکو ہے دنیا میں
تو جا کر دیکھ لو روضہ علاؤ الدین گلرو کا

ازل سے جب چلا میں عشق کی مکتب میں جا پہنچا
سبق استادِ اول نے پڑھایا مجھکو یا ہو کا

میرا دل قربِ گلرو سے کچھ ایسا مہک اٹھا
عنادل آشیانہ ڈھونڈتے ہیں میرے پہلو کا

پلانا ہے جو آبِ تیغ جلدی سے پلا دیجے
ٹپکنا قطرہ قطرہ حلق میں باعث ہے اچھو کا

پڑی جن خاکسار و پر ہے خاکِ روضۂ صابر | قیامت میں گراں ہوگا وہی پلّہ ترازو کا

کہاں گل میں وہ رنگت ہے کہاں عنبر میں وہ خوشبو
تو ہی اعظم بتا ہمسر کوئی اُس رنگ اور بو کا

کچھ خوف حشر کا نہ مجھے غم گناہ کا | پلّہ پکڑ چکا ہوں میں صابر سے شاہ کا
طایر کی طرح کنگرۂ عرش تک گیا | پر فلک سے بھی نہ رُکا تیر آہ کا
دل کے مقابلہ پہ ہے لشکر کھڑا ہوا | پلکوں کی صف ہے یا کہ پرا ہے سپاہ کا
دل کو جگر کو سینہ کو پہلو کو توڑ دے | پلّہ بڑا ہے ناوکِ چشم سیاہ کا
لگ جائے چشم بد نہ کہیں اُنکی آنکھ کو | پلکیں خدا نے دی ہیں پرا ہے سپاہ کا

اعظم علی تو آلِ نبی پہ نثار ہے
کافی وسیلہ ہے تجھے عفوِ گناہ کا

حسرت نہ مال و زر کی نہ ارمان جاہ کا | میں منتظر ہوں آپکی ایک خوش نگاہ کا
رکھتے ہیں اختلاط رقیبوں سے رات دن | کیونکر بھروسہ ہو مجھے اُنکے نباہ کا
انگڑائی لینے کو جو اُٹھائے تھے اُس نے ہاتھ | جلوہ نظر پڑا مجھے ہالہ میں ماہ کا
میں نے کہا کہ حال ذرا دل سے پوچھئے | فرمایا اعتبار نہیں اس گواہ کا
اعظم کو میری چاہ کا دعویٰ ہوا تو ہو | مجھ کو نہ اعتبار تھا اُسکا نہ چاہ کا

مرے صابر آج جو خواب میں تو نے جلوہ اپنا دکھا دیا
جو شراب صحو کا جوش تھا اُسے سُکر کرکے پلا دیا
ترے عشق نے یہ کیا کرم مجھے مرے رب سے ملا دیا
جو ہیں دیکھا چہرۂ پاک کو وہیں سر قدم پہ جھکا دیا
ترے دامِ زلف میں جب پھنسا تو غمِ جہاں سے رہا ہوا

تیرا فیض نقشہ صفا جما تو حجاب عجز اُٹھا دیا

یہ امام علی کا طفیل ہے یہ کریم بخش کا فیض ہے

یہ رسولِ پاک کا ہے کرم مجھے آج مجھ سے چھڑا دیا

ترا بندہ اعظمِ نغمہ جان ترے نام کا ہے وظیفہ خوان

بطفیلِ حرمتِ خواجگاں ترا نخلِ فیض لگا دیا

من غریبم تو امیرم ہم سخیم با سخا — پیر چشتیم جالِ رشتم نیک بختم کن دعا

تو کریمی تو رحیمی تو عظیمی تو علیم — من مریدم چوں مریدم آرزویم کن روا

از رہ مشکل فتادم دستگیرم دستگیر — دردمندم مستمندم پا بہ بندم کن رہا

درد ہجر تو نمائی عضو عضوم در گرفت — تو طبیبم تو حکیمم تو دوایم تو شفا

عشق بازم پاکبازم نامِ اعظم خاک پا

ای کریمی اے رحیمی خواجہ صابر پارسا

من فقیرم تو امیرم دستگیرم رشہا بخشا — من مریدم چوں حقیرم التجا ام کن روا

سوئے روئے من سیاہ بود است اکنوں شد سفید — قلبِ من ہم رنگ مویم کن برائے مصطفےٰ

روسیاہی مرضِ دارم روسیاہ ام نور بخش — تو حکیمم من مریضم بل سقیمم لا دوا

حسنِ ازلی چوں تو داری از نگاہت کن شفا — عاشقم بل صادقم سر بر نتابم مطلقا

جاں نثارم شرمسارم نامِ من اعظم علی

بر درِ درگاہِ والا افتادہ چوں گدا

ناوکِ ناز تو از دیر و حرم کردہ رہا — با کہ سازم با کہ گویم ایں فسونی ماجرا

حالِ عاشق را تو دانی تیر خوردہ لا تعد — حالِ زارم جانِ زارم کارِ زارم با شفا

تاجِ بخشش را نہادی از روئے لطف و کرم — تاج دارم فخر دارم کامگارم با لقا

عشق قاتل حسن ظالم عقل سالم خود بخود یا علاؤالدین شاہِ دوسرا بر من نگر	شاہ پیری بے نظیری دستگیر دل فگارم خوار زارم دستگیر
	اعظم خستہ جگر بر در افتادہ روز و شب مے کند آہ و فغاں تا بشنوی اے مہ لقا

تیرا شکر کیونکر کروں خدا مجھے تو نے خودی سے چھڑا دیا
کہ خود ہی خود کو جدا کیا تیرا شکر میں لے

تیری ذات میں نہیں چوں چرا ترے صدقے ہوتا ہوں اے خدا
تو نے ہند سے بلا لیا مجھے کعبہ اپنا

دیا چھوڑ ہند گیا عرب لئے ساتھ اپنے عزیز سب
جو ہیں تیرے گھر میں قدم رکھا وہ ہیں

جو طواف کعبہ کا کر چکا اور صفا سے مروہ کو پھر گیا
اور ادائے فرض بھی کر چکا تو دوگانہ

کیا جب تو میں کو ادائے حج اور صدائے جنگی رہی تھی حج
تو رخت کو نجف کو دیکھ کر اپنی کو میں

چلا واپسیں کو جو قافلہ سوئے مکہ میں رواں ہوا
تو پہنچ کے کعبہ میں کچھ رہا پس ازاں

تیرا رحم مجھ پر بڑا ہوا کہ مدینہ مجھ کو دکھا دیا
جو نہی دیکھا گنبد سبز کو وہیں

تیرا حاجی اعظم پاک جان تیرا شکر کرتا ہے بیگماں تو کچھ جانا نہ پہچانا	مجھے بخشنے حج علی ... ہے دنیا کے ...

سبکی آنکھ آئینہ تو اپنی دیکھ لے صورت — تیری صورت ہے جانا نا تو جانا نا ہی جانا نا
انا ہمنے تہا جانا وہ ہی جانا ہوا جانا — الٹ جانا پلٹ جانا نہ ل جانا نہ پہچانا
انا وہ ملا جانا کہ جاتا سے ملا جانا — ہے آباد جانا نا کیا آزاد ویرانا
ش یار میں جانا اگر جانا تہا اے عاقل — نہ کیوں ڈھونڈا اسی جانا کو اے جانا ہی مر جانا
اقل ہی اے غافل نکر غفلت کبھی ہرگز — یہ دنیا دار فانی ہی پھر ایک دن چھوڑ کر جانا
ے قبضہ میں سارا ہی یہ جسم و جاں سب ہمن — اپنی جانا نہیں جانا تو پھر جانا تو کیا جانا

ترا مرشد ہی جانا نا یہی تو جان لے اعظم — کہاں جانا کدھر جانا نہیں جانا جو کچھ جانا

جانا ہمنے تہا جانا وہ ہی جانا تو ہی جانا — ادھر جانا ادھر جانا جدھر جانا خدا جانا
ہی لعنت شیاطیں پر ایک سجدہ کرنے پر نہیں — ہوا ہی خوب سا رسوا خدا دانا ہی پہچانا
بلیس خوب سمجھی اپنی لیس گمر اپنی کو کمر سمجھا — نہیں جانا کہ ہی جانا ادھر جانا کہ ہی جانا
دا کی یاد کر دم ہر دم اگر خواہش ہے جنت کی — یہ دنیا چند روزہ ہی پھر آکر چھوڑ کر جانا
دنی کو چھوڑ دی پیارے ملا کر سب سے تو یکساں — جدا جانا ملا جانا خودی جانا خدا جانا
ہی جانا نہ کچھ جانا جو جانا تھا نہ تہا جانا — نہ تہا جانا وہاں جانا جہاں جانا تہا جانا

غزل تو نے کبھی کیا خاک کہی اعظم کہیں حبیب رضا — نہ کہنا سننا کچھ جانا نہ جی جانا نہ مر جانا

ہی تو گمان عالم گمانوں میں گماں تیرا — زمانہ سب خیالی ہی خیالوں میں نشاں تیرا
معشوقِ حقیقی ہی یہ عاشق ہی جہاں تیرا — تیری جلوہ سے عالم ہی ہے جلوہ سے نشاں تیرا
میں ہیں تو زماں میں تو مکیں میں تو مکاں میں تو — نہیں ملتا ہی پھر بھی تو کہاں ڈھونڈھوں مکاں تیرا
ہی سے تو الگ پایا سبھی میں تجھکو پھر پایا — تمام عالم میں پھر پھر کر لیا ہی آستاں تیرا
ہوتا جسم گر تیرا نہ لیتا نام پھر کوئی — ہو اسی نام ہی کی جسم سے سب کچھ عیاں تیرا
ی و فاطمہ حسنین احمد کے کہیلے حبیب گل — معطر ہو گیا اس سے زمین و آسماں تیرا

تو عقلِ کل میں سودائی شہنشاہ تو بھکاری ہیں
کہاں یہ مرتبہ میرا بنو نہیں راز داں تیرا

حلیمی کی صفت اعظم ہی اعظم سارے عالم میں
یہ ہی حکمت ہے اسمیں سب کرتا ہوں بیاں تیرا

عیسیِٔ دوران ملا ہے چارہ گر اچھا ہوا
مژدہ باد اے دل تیرا دردِ جگر اچھا ہوا

خارِ شاخوں سے گرے ثمرے مرادوں کے پہلے
یہ بہالِ بیخودی یہی بار در اچھا ہوا

اب ملا ہیں انکے لینو کا مجھے موقع ملا
آگئیں زلفِ پریشاں تا کمر اچھا ہوا

شکر ہے تیری دعا درگاہِ باری تک گیا
نالۂ شبگیر میں وہ پیدا اثر اچھا ہوا

موتیوں کا ہار انکو چاہیے تھا اسلئے
بن گئے آنسو میرے سلک گوہر اچھا ہوا

یوں تو سب ہے عنایت کی نظر آلگی مگر
پڑھ گئی مجھپر عنایت کی نظر اچھا ہوا

جان ہی دیتا نہ آتے تم شبِ وعدہ اگر
ڈالدی مجھپر عنایت کی نظر اچھا ہوا

تجھکو دل دینے کا قاتل یہ بدلہ مل گیا
دیکھی تیرِ نظر سوزِ جگر اچھا ہوا

ہم رکابی سے کسی کی سیرِ عالم ہو گئی
با خطر سے ہو گیا اب بے خطر اچھا ہوا

مجھ نحیف و ناتواں پہ رحم کھا کر آگئے
بن گیا صحن گلستاں میرا گھر اچھا ہوا

دل کے آئینہ کو میں نے صاف ایسا کر دیا
ہو گیا آئینہ منظورِ نظر اچھا ہوا

حشر کے دن خون پروانہ کا دیتی کیا جواب
تیرا جل بجھنا ہی اے شمعِ سحر اچھا ہوا

روح نے جب قابلِ مسکن نہ پایا دل میرا
دل سے اٹھکر پہنچی پیدا ہی عرش پر اچھا ہوا

بعد مرنے کے ہی تیری قبر پہ اعظم علی
جھمگٹا ان ماہرویونکا اب ہرا اچھا ہوا

تیرِ مژگاں کھاتے کھاتے سخت گھایل ہو گیا
زخمِ دل کو دیکھتا ہوں میں کہ کامل ہو گیا

مل گئی رہنے کو تیرے کوئے جاناں میں جگہ
جیتے جی میں گلشنِ جنت میں داخل ہو گیا

صبر و تسکین و تحمل سب تمہارے ساتھ تھے
تم یہاں کیا آئے قابو میں میرا دل ہو گیا

حال دل تم کو سنا دوں گا پھڑک جاؤ گے تم
میرے قابو میں اگر میرا کبھی دل ہو گیا

پرتو ہے جلوۂ رخسار آتشناک یہ
ہر بن مو سی درخشاں ماہ کامل ہو گیا

کلمۂ توحید کی تاثیر ہر رگ میں ہوئی
نحن اقرب کی تجلی گھر میں داخل ہو گیا

عشق میں میں نے فنا ہو کر یہ پائی ہے بقا
بس سگان کوچۂ جاناں میں شامل ہو گیا

جس دل ناشاد کو نازوں سے پالا تھا کبھی
وہ نگاہ ناز کے پڑتے ہی بسمل ہو گیا

کیجئے مرہون منت منہ سے یہ کہہ دیجئے
اب پرستاروں میں اعظم تو بھی شامل ہو گیا

جدائی کی سحر تھی مینہ برس جانے کا ساماں تھا
ابھی وہ دیدۂ تر تھا کہ کوئی ابر باراں تھا

نہ آئے تم ہزار افسوس سیر گلشن دل کو
بنا حسرت کے داغوں سے بنا رشک گلستاں تھا

بہا کر لے گیا گریہ ہمارا جسم زار اپنا
خدا حافظ یہ گریہ تھا کہ زور و شور طوفاں تھا

ہوا زلف پریشاں کی پریشاں کر گئی ایسا
چمن میں حال سنبل ہے جو دیکھا تو پریشاں تھا

صفائی دیکھ لی تیغ نگاہ ناز قاتل کے
کھنچا تیغ براں تھی کھنچا زخم خنداں تھا

خیال زلف شبگوں نے کیا ششدر مجھے ایسا
پریشاں ہی پریشانی کو میری دیکھ حیراں تھا

بھلا ہوتا میں کیونکر زیر بار منت قاصد
جواب تار برقی رشتۂ تار رگ جاں تھا

بہا کرتا تھا ہر دم خون حسرت خانۂ دل سے
کبھی سینہ ہمارا غیرت گنج شہیداں تھا

شہادت انتہائی شادمانی ہو گئی اعظم
نشاط قتل پر میرے لب ہر زخم خنداں تھا

یقینی تو گمان عالم گمانوں میں کہیں تیرا
زمانہ سب خیالی ہے خیالوں میں نشاں تیرا

تو معشوق حقیقی ہے یہ عاشق ہے جہاں تیرا
ترے جلوے سے عالم ہے ہے عالم میں نشاں تیرا

زمین میں تو زماں میں تو مکیں میں تو مکاں میں تو ۔ نہیں ملتا ہے پھر بھی تو کہاں ڈہونڈوں مکاں تیرا

حلیمی کی صفت اعظم ہی اعظم سیا ئے عالم میں
یہ ہی حکمت ہے اسمیں ب کرتا ہوں بیاں تیرا

روضۂ پاک تو قبلہ قبلۂ اہل صفا ۔ آستانت سجدہ گاہی اصفیا و اولیا
خاک کلیبر بر طباق نہ فلک بردہ شرف ۔ از قدوم میمنت شد عرش اعظم زیر پا
ذات پاکت شد دربقا در ذات پاک تو شفیع ۔ زاں سبب آمد شفاعت گن ضرور روز جزا
شد بعالم نام تو چوں رحمت العالمین ۔ ملتجی باشند ہر ایک چوں گدائے بینوا
ہم ملایک ہم بشر ہم جن زدرگاہت شہا ۔ یافتہ ہر یک بقدر حوصلہ نور و ضیا
فیض ہر لوتا علی را تو دادی از کرم ۔ مثل من عاجز بنا شد در دو عالم با خدا
ہر کس و ناکس ز فیض ذات پاکت شد غنی ۔ چشم می پوشی زحال زار مسکینا چرا
خالق عز و جل چوں خود بقرآن قائل است ۔ نعت تو از بندۂ اعظم کجا باشد ادا

ذات پاک مظہر نور الٰہی و رسول
حمد و نعت تو اچگونہ میکند اعظم ادا

تاب ہے کسکو جو دیکھے تیرے رخ کی آب و تاب ۔ خواب میں بہی گر خیال آوے ہنجر دل کی کتاب
آدمی تو کیا ملک ہو جائیں ششدر دیکھکر ۔ گر رخ پر نور سے اپنے اُٹہا دے تو نقاب
ایک مدت سے میں ہوں بیتاب لللہ دو دکھا ۔ تاکہ مٹ جائے جو حائل ہے تعین کا ہی حجاب
ہوں سمجھتا رخ کو کعبہ در محرابیں بہوں ۔ فیض مرشد نے دکہائی مجھکو یہ راہ ثواب
کیا مبارک ہے وہ عاشق صبح اٹھکر دیکھ لے ۔ روئے روشن جو کہ ہے ماہ تمام اور آفتاب
زاہدان خشک جام عشق سے ہیں بہاگتے ۔ اپنے ہاتھوں سے نہیں دیدو کوئی جام شراب
منہ چھپاتے کس لئے ہو عاشق بیتاب سے ۔ دو جہاں کے جلوہ گر کو منہ چھپانا ہے ثواب

تو عقل کل ہے سکہ روائی شہنشاہ تو بیکاریں ÷ کہاں یہ مرتبہ میرا بنوں ہیں رازداں تیرا ÷

صابری فیضان نے عالم کو گھیرا ہے تمام | صابری کو کیا بھلا اندیشۂ روزِ حساب

کیوں تلاش یار میں پھرتا ہے اعظم در بدر
پہلوئے دل میں ہے وہ چھپا اپنے ہوئے منہ پر نقاب

دکھلائیگی تاثیر میری آہ و فغاں اب | آئیگا وہ از خود ہی یہاں جانِ جہاں اب
دے دیجیے تسکین شہ کون مکاں اب | جلوہ تیرے الطاف کے ہوں نور فشاں اب
آنکھوں میں وہ ہو نور تجلی کی بصارت | بنجائے میرا گوشۂ دل طور نشاں اب
ہوجائے ابھی دولتِ دیدار میسر | ہے پیش نظر روضۂ فردوس نشاں اب

اعظم کی تمنا ہوئی پوری تیرے صدقہ
ہوجائے یہ اجابت ہے بھی اسطور عیاں اب

چہرہ سے گر نقاب کو حضرت ہٹائیں آپ | آدم تو کیا ملک کو بھی ششدر بنائیں آپ
مدت سے آرزو میں کھڑی ہیں یا پیر امید | جلوے خدانما کو خدارا دکھائیں آپ
گرچہ خطائیں ہم سے ہوئی ہیں بہت بڑی | للّٰہ معاف کرکے قدم سے لگائیں آپ
آواز رات دن میں ہے ہر جا بھری ہوئی | اُس صوت سرمدی کی ہی پھر دم سنائیں آپ
اعظم غم عظیم میں رہتا ہے سرنگوں | اس دام غم کے پھندے سے حضرت چھڑائیں آپ
للّٰہ خواب میں کبھی جلوہ دکھائیں آپ | خوابیدہ بخت کو میرے حضرت جگائیں آپ
نفس لعین پیچھے میرے دوڑا آتا ہے | ہاتھوں سے اسکے سرورِ عالم چھڑائیں آپ
بادِ سموم سخت گناہوں کے ہاتھ سے | تریاق عفو دیکے مسیحا بچائیں آپ
سر پہ جو ہووے تابشِ سورج تو اس گھڑی | دامن میں اپنے شافع محشر چھپائیں آپ
میری کہاں مجال کہ دیکھوں اُسے دلے | دیدار ذات باری کا مجھکو دکھائیں آپ
وہ صوت سرمدی کہ جہاں ہیں سدا سہی | اُس صوت کا ترانہ حقیقی سنائیں آپ

اعظم کی ہے اُمید کہ اے شاہ دیں پناہ
اسکو گدائے در کہیں حضرت بنائیں آپ

غزل

بہت دنوں سے ہوں مشتاق آیئے حضرت
کہاں ہے کدہر آیئے سنایئے حضرت

دیار و کوہ بیاباں کو چہان ڈالا ہے
کہاں چھپے ہو پتہ تو بتایئے حضرت

نہیں ہے تاب جدائی کی اب ذرا مجھ میں
خدا کے واسطے جلدی سے آیئے حضرت

چھپائے پہلو میں چہرہ کو آن بیٹھے ہو
ذرا تو سامنے تشریف لایئے حضرت

تیرے فراق میں اعظم تڑپ رہا ہے اب
ذرا تو سینہ سے اسکو لگایئے حضرت

ایک سے ایک ہے عالم میں پیاری صورت
ہے دل آویز مگر سب میں تمہاری صورت

اس سبب وحشی بنی ہے یہ ہماری صورت
دیکھا کرتا ہوں تحیر سے تمہاری صورت

ایسے انداز کی کس نے یہ اتاری تصویر
عشوہ و ناز سے مملو ہے جو ساری صورت

ٹکڑے ٹکڑے ہی ہوا دل جس نے اودہر کو دیکھا
تیغ ہے تیر ہے برچھی ہے کٹاری صورت

صورت اعظم کی تری اُسمیں نفخت فیہ ہے
جان بھی آپکی صورت بھی تمہاری صورت

تیرے ہجر نے یہ کیا ستم میرے دلربا ہے بلا کی چوٹ
تیرے ورد نے کیا زخمی دل تیر اسقدر ہے جفا کی چوٹ

نہیں اپنی غیر کی کچھ خبر ہوا محو دیکھکر اسقدر
یہ ہے دل نذر یہ جگر نذر تو سے نظر یار ادا کی چوٹ

تیری عشق نے یہ کیا ہے گرم میرے سخت دل کو کیا ہے نرم
ہوئی ابر جیسی یہ چشم نم لگی دلبر جب سے وفا کی چوٹ

جو ہنسی زلف پر نظر پڑی ہے نہیں ہوش مجھکو ذرا رہا
وہ تو ایک بلا کا تھا سانپ تھی نہیں زلف دوتا کی چوٹ

تیرا خستہ اعظم نیم جان جو تڑپ رہا ہے یہاں عیاں
کہے کس طرح سے یہ اب بیان جو لگی ہے اس بلا کی چوٹ

بے مہری پہر کہاں کہ لگے جب وفا کی چوٹ
بسمل بنا دیا وہ لگی اس ادا کی چوٹ

اُس گلبدن کے عشق میں میرا یہ حال ہے
گاہ خزاں کی گاہ لگی ہے صبا کی چوٹ

نازک مزاج عشق نے ایسا کیا مریض
عنابی رنگ دیتا ہے مجکو دوا کی چوٹ

خال سیاہ و زلف سیاہ نے غضب کیا
اُس سے بچا تو اسکی لگی انتہا کی چوٹ

اعظم کو حشر کا نہیں کچہہ غم ذرا رہا
اسکو لگی ہے عشق حبیب خدا کی چوٹ

ردیف ث

ہوا گویا تن بیجاں فقط اس جان کے باعث
مٹا یا جان کو اپنی تیری اس شان کے باعث

مبارک ہو یہ گہر انکو جو ہم رہتے نہ وہ رہتے
ہوئے آباد وہ بیگہر دل ویران کے باعث

ترے رمز و کنایہ تک نہیں پہنچا کوئی عاقل
ہوا لیکن وہ گرویدہ اداؤ آن کے باعث

کیا پیدا محب ایسا کہ جو محبوب عالم ہے
دو عالم پہر کئے پیدا اُسی پہچان کے باعث

خطائیں سینکڑوں کی ہیں حرف آیا نہ تیری ذات پر
بہت ممنون ہے اعظم ترے احسان کے باعث

الغیاث اے شاہ خوباں الغیاث
الغیاث اے جان جاناں الغیاث

نیم بسمل ترچہی نظروں نے کیا
کیا نگاہیں ہیں دو پیکاں الغیاث

تیری آنکھوں سے ہوئی غارت گری
کر دیا ویراں دل و جاں الغیاث

کشتی عصیاں بہنور میں جا پڑی
ہے بلا کا سر پہ طوفاں الغیاث

میں تو بچتا تہا نگاہ ناز سے
آپڑی ہے فوج مژگاں الغیاث

ہو گیا اندہیرا آنکہوں میں مرے
الغیاث اے شمع عرفاں الغیاث

اعظم بیتاب کس سے کیا کہے
المدد اے شاہ شاہاں الغیاث

الغیاث اے شاہ رحماں الغیاث — دو جہاں کے خضر و سلطاں الغیاث
گیند کی مانند دل لوٹا کیا — عشق کے میداں میں چوگاں الغیاث
بلبل جاں ہی قفس تن میں اسیر — الغیاث اے شہ شبستاں الغیاث
رہتے ہیں یہ نفس و شیطاں در کمیں — الغیاث اے شاہ ایماں الغیاث

اعظم خستہ جگر تڑپا کیا
تو نے جھٹکا خوب داماں الغیاث

ردیف ج

گلگشت کو وہ شوخ جو آیا چمن میں آج — کھلکر کٹوری ہو گئے گل پیرہن میں آج
کس برگزیدہ خلق کی آمد کی دھوم ہے — ہے تہنیت کا شور جو چرخ کہن میں آج
باعث ہے جس کے ہے یہ نشاط و طرب مجھے — اور عالم سرور ہی سب جان و تن میں آج
طوبے کو رشک تیری ہے خرمہ کے ناز پر — شاخوں کا سر فلک پہ ہے اس بانکپن میں آج
ہے نور کا ظہور جہاں میں بھرا ہوا — باغ ارم سے بڑھ گیا کعبہ بھبن میں آج
ہر لفظ سے ٹپکتا ہے انوار ایزدی — اعظم کمال اوج ہے ترے سخن میں آج
طفیل نفس لعیں کے یہ ہو گیا محتاج — نہیں ہے کوئی دو عالم میں مجھ سا محتاج
نکر تو مجکو الٰہی غم و الم میں اسیر — رہی یہ شاد خوشی اوقات اور تیرا محتاج
گدائی در کی تری بہتر از دو … — تو ہو تو ہووے الٰہی ترا سدا محتاج
جو ترے در کے ہیں محتاج سب ہی … — تو اپنے ہی در کا رکھیو سدا خدا محتاج
حقیر مور سے لیکر ٹڈوں ہاتھی تک — ہیں ترے کریم وہ ہیں شاد یہ رہا محتاج

غریب عاجز و مسکین ہے ترا اعظم
قبول کر تو اسے اب یہ ہے دعا محتاج

ردیف ج

جو ہیں خیال ہے اسکی مثال بالکل ہیچ
صنم ہی خانہ فنا کا وصال بالکل ہیچ

خیال یار کا دلمیں اگر نہ ہو تیرے
تو حال و قال تیرا اور کمال بالکل ہیچ

نہ کی عبادت جس نے تو کیا بنا صوفی
تمام جسم میں ہے جان وبال بالکل ہیچ

دھیان اپنا جا خوب گر سماع میں ہے
دگرنہ وجد تیرا اور مقال بالکل ہیچ

رہے وہ مد نظر گرچہ ہو سماع میں ہی
سوائے اسکے گمان اور خیال بالکل ہیچ

تمام عمر تو اعظم گذری غفلت میں
خدا کو ہاں کے سمجھو خیال بالکل ہیچ

ردیف ح

چھوٹے خیال دہر کی صورت کسیطرح
پھر دے تو اپنا شوق محبت کسیطرح

دہلی کو چھوڑ کر جو مدینہ میں جا بسیں
یارب نکال دے میری حسرت کسیطرح

روضہ پر آپکے ہے نگاہیں چڑھی ہوئی
دوری ہو دور دل سے یہ فرقت کسیطرح

پلکوں سے تیرے روضہ کو جھاڑا کروں نبی
ملجائے مجکو کاش یہ خدمت کسیطرح

مدت سے آرزو ہے مدینہ کی یا رسول
برلاؤ یہ امید زیارت کسیطرح

دیدار آپکا ہے وہ دیدار ذالمنن
دیدیجئے حضور یہ دولت کسیطرح

اعظم ہی تیرے در کا کبھی ہمسایہ بنے
امید یہ ہی پوری ہو حضرت کسیطرح

ردیف خ

سارا عالم ہے فنا اور ہے بقا تصویر شیخ
شیخ کی بالکل حضوری ہے گویا تصویر شیخ

شکل اللہ الصمد دنیا میں جب پیدا نہیں
ہو گئی قایم مقام اسکی سدا تصویر شیخ

ذات واجب در ہویت غیب کا جو ہے ظہور ۔۔۔ وہ بدولت عشق کرتی ہے ادا تصویر شیخ
عالم فانی میں جسکو مل گیا ملک بقا ۔۔۔ در طفیل عشق تھا پایا تھا عطا تصویر شیخ
شیخ کو جس نے خدا سمجھا و پایا کل رسل ۔۔۔ سارا عالم پھر نظر آیا صفا تصویر شیخ

شیخ اعظم بن گیا صدقہ ہے مرشد کے وہ شیخ
شیخ نظروں میں سما کر ہو گیا تصویر شیخ

لوح سینہ پر منقش ہے مرے تصویر شیخ ۔۔۔ حق نے لکھا ملک میں ملک بقا جاگیر شیخ
نسبت عالی نے گھیرا ہے مجھے سرتا بپا ۔۔۔ عکس ہے جس میں ہے کھچکے ہو گیا تصویر شیخ
دار فانی میں ہے بخشش انکی جب ملک بقا ۔۔۔ کیوں نہ ہو پھر دو عالم خود بخود تسخیر شیخ
رحمت اسکی ہم مریدوں پہ ہے گویا امر حق ۔۔۔ امر حق ہے سب مریدوں کے لئے تقدیر شیخ

سر فروشی جس نے کی اسکو عطا نعمت ہوئی
نعمت اعظم ملی اسکو جو ہے جاگیر شیخ

جمال حسن لاثانی علاؤالدین علی احمد ۔۔۔ نشان اعظم الشانی علاؤالدین علی احمد
یہ کہتا ہوں قسم کھا کر ہوئی ہے ختم یہ تم پر ۔۔۔ خدا گوئی خدادانی علاؤالدین علی احمد
ہے شہرت بحر اور بر میں ہا کرتی ہے کلیر میں ۔۔۔ تمہاری عام مہمانی علاؤالدین علی احمد
شریعت میں طریقت میں حقیقت میں ہیں مولا میرے ۔۔۔ تمہیں ہو دین کے بانی علاؤالدین علی احمد

یہی کہتا ہے اب مولا اعظم خستہ سے آقا
تیری کب ہو ثنا خوانی علاؤالدین علی احمد

رموز علم صمدانی علاؤالدین علی احمد ۔۔۔ جلال قطب ربانی علاؤالدین علی احمد
تیرے صدقہ سے ای مولا یہ عالم ہر زمانہ میں ۔۔۔ گدا کرتے ہیں سلطانی علاؤالدین علی احمد
کیا سوز دروں تشنہ کام و خشک لب مجھکو ۔۔۔ عطا ہو وصل کا پانی علاؤالدین علی احمد

شیخ کا وہ خیال جو دل میں بسا ہو وہی [illegible] اسم اعظم ہے وہ نور حق جو بنا تصویر شیخ

کمال زہد میں ثانی نظام الدین ہو ثانی — فرید الدین کے جانی علاؤ الدین علی احمد
نشان شان احمد میں صفات پاک احمد ہیں — ہے ذات وصف ربانی علاؤ الدین علی احمد
زوال کفر بدعت میں تو لاثانی ہے ای شاہا — عروج شان یزدانی علاؤ الدین علی احمد

یہی کہتا ہے اب اعظم پڑا در پہ بچشم نم
غنیمت ہو کریں کہانی علاؤ الدین علی احمد

ردیف ڈ

ہے کسکو اپنی طاعت اور عبادت کا گھمنڈ — ہمسے ناچیزوں کو ہے تیری شفاعت کا گھمنڈ
رات دن کہا یا کئے اور پڑے سویا کئے — تھا مٹے ہر وقت لکو تیری رحمت کا گھمنڈ
خاتمہ بالخیر ہونا اگر تجھے منظور رہے — بس رسول پاک کی رکھ شان شوکت کا گھمنڈ
گو رسول پاک حامی امت عاصی کے ہیں — پر نہ لازم ہے تجھے اپنی طاعت اور طاعت کا گھمنڈ

اعظم عاصی تیرا ہے پر خطا و پر قصور
ہاں مگر رکھتا ہے وہ تیری شفاعت کا گھمنڈ

ردیف ذ

بھیجتا رہتا ہے دشمن کو ستمگر کاغذ — کار شمشیر نکالیگا یہ جوہر کاغذ
میرا کچھ حال جو پوچھے ہے تو دکھا کر کاغذ — کہنا تصویر کو دیکھو یہ ہے ابتر کاغذ
رشک گل تم ہو تو بھیجوں تمہیں کیونکر کاغذ — پاس میرے ہے فقط دل کا گل تر کاغذ
ہجر میں خط جو لکھا انکو تو ٹپکے آنسو — بنگیا خط کا ہی سب سعدن گو تر کاغذ
خط پہ خط آتے ہیں غیروں کے چلے حد بحد — انکے کوچہ میں اڑے پھرتے ہیں اکثر کاغذ

خط جو لے جائیگا اعظم کا ادب سے دینا
نامہ بر دینا انہیں سوچ سمجھکر کاغذ

آپ نے صورت شمس ہویدا ہوکر
فیض بخشا ہے اندھیرے کو اوجالا ہوکر

تیر چلنے میں اُدھر شوق شہادت سے ادھر
دلمیں ہے جوش کہ اُڑجاؤں نشانا ہوکر

دست نازک کو اُٹھا اُس نے جو لی انگڑائی
ہاتھ چمکی مہ رخسار کا ہالا ہوکر

آتے آتے جو پھر آلئے وہ گھر کو اپنے
زخم دل پھر میرا تازہ ہوا اچھا ہوکر

ہاتھ میں جا کے حسینوں کے حنا لائی رنگ
آپکی منقبت عکس کف پا ہوکر

اُسکی رفتار سے پکڑ یہ ملی ہے قربت
دیدۂ یار میں رہتا ہوں میں سُرما ہوکر

وصل کا نام جب اُس نے میرے قاصد سے سنا
رہ گیا اُسپہ وہ آگ بگولا ہوکر

تپ ہجراں میں عیادت کو تیری نامہ آیا
کام صحت کا دیا اُس نے مسیحا ہوکر

شیشہ دل میں مقید ہے خیال اعظم
پھر بھی اُڑ جاتا ہے وہ عرش سے بالا ہوکر

آتش شوق محبت بھڑک اُٹھی ایسی
عرش اعظم پہ پہونچ جاتی ہے شعلا ہوکر

شکر اللہ کیا دین میں پیدا ہوکر
صابری فیض ملا بندۂ مولا ہوکر

دل جو بھر آیا تو نالوں سے کیا سیا
خون دل جاری ہوا چشموں سے دریا ہوکر

نجد میں قیس کی صورت کا مجھے پھر دھوکا
کہئے اب آپکا عاشق ہے کسکا ہوکر

عشق میں دوست سے دشمن جانی اپنے دل
خار دامن سے لپٹتے ہیں شناسا ہوکر

کیا آویزہ ہوئی حلقہ بگوشی دل کی
آپکے کان کی لو میں رہا بالا ہوکر

کلک تقدیر قلم ہوگئے تیتالوں سے
کام سب زندونکا بیتا ہے وہ مردہ ہوکر

لاکھ تدبیر کریں حضرت عیسیٰ اپنی
چشم سوزن نہ کبھی دیکھے گی بینا ہوکر

خاک بنکر میں بنا آب ہوا و آتش
اُس سے پھر نور بنا احمدی جلوا ہوکر

درد فرقت سے تڑپتا رہا اعظم تیرا

خاک چارہ نہ کیا تونے مسیحا ہوکر

زخم جگر کے ہنس دئی خنجر یار دیکھکر
پہول ہی کہلکہلا پڑے تیر اعدا دیکھکر

حسرت یار بار بار سوئے مزار دیکھ کر
روتی ہے آج زار زار میرا غبار دیکھکر

سنبل و گل نثار ہیں عارض و زلف یار پر
سکتہ میں سرو رہ گیا قالب یار دیکھکر

سبزہ تہا گہی نہ تہی ابر تہا وہ گل تر مگر نہ تہا
ہاتہوں کو مل رہ گیا باغ و بہار دیکھکر

ہو گیا لالہ رو جواں زرد ہی رنگ زعفران
بلبل دل ہے نغمہ خواں فصل بہار دیکھکر

منہ سے تو آپ کچہ کہیں دل میں تہیں جو کدورتیں
دور ہوئیں وہ رنجشیں میرا غبار دیکھکر

حسن کی دولت اے خدا تونے تہو نکو کی عطا
مینے بہی سر جہکا دیا روئے نگار دیکھکر

آئے جو قبر پر نکیر زار سے ہی ہیں تہا نا ٹہیر
دنگ ہی قیس کے تہ زیر مجہکو نزار دیکھکر

اعظم خستہ جاں گداز پڑہتا ہے عشق کی نماز
کیوں نہ جہکے سر نیاز ابروئے یار دیکھکر

سبزہ خط ہے روئے روشن پر
ہے عروس بہار جوبن پر

گوہر اشک طفل کی صورت
کہیلتے کودتے ہیں دامن پر

تیر سب تاک تاک کے مارے
ہوں نثار اپنے ناوک افگن پر

خون کے چہینٹے پڑے جو وقت قتل
ہوئے گل بوٹے انکے دامن پر

چال بہونچال ہے ستمگر کی
لرزہ پڑتا ہے کوہ و برزن پر

عشق کے دل پہ جب گہٹا چہائے
گر پڑی برق تن کے خرمن پر

دیکہہ کر اپنی زلف کا سایہ
کرتے ہیں وہ گمان ناگن پر

کیا کروں میں وہ بت ہے ہرجائی
نہیں ملتا ہے ایک مسکن پر

لاکہہ سمجہایا پر نہ سمجہے وہ
جونک لگتی نہیں ہے آہن پر

گیسو ہلتا ہے روئے روشن پر
سانپ کی لہر دیکھیے من پر

خون عاشق سے پڑ گئے چھالے
سپر و خود تیغ و جوشن پر

دل کھلونا سمجھ کے توڑ دیا
بس نہیں آپکے لڑکپن پر

تیر مژگاں کے اتنے کھائے ہیں
رو نگٹے بن گئے میرے تن پر

اشک و خون سے گل و غنچہ
ہے بہار آج میرے دامن پر

خود ہی پروانہ اسپہ جلتا ہے
خون کب شمع کی ہو گردن پر

تو میں جس کی جلا ہے پروانہ
شمع جلتی ہے اسکے مدفن پر

شیخ اعظم ہے بندۂ صابر
نور اسکا ہے روئے روشن پر

دین احمد میں رہا بندۂ مولا ہو کر
شکر کرتا ہوں اسی دین میں پیدا ہو کر

چشم ظاہر کو کہاں تاب جو دیکھے اسکو
خواب میں دیکھ لیا چشم زلیخا ہو کر

یا نبی اسکو حیات ابدی ملتی ہے
جو فدا کرتے ہیں جان اپنے کو شیدا ہو کر

دین و دنیا میں نہیں کوئی سہارا میرا
کسطرف جاؤں نکل ہائے تمہارا ہو کر

خاک سے پانی بنا پانی سے باد و آتش
نار سے نور بنا نور سے جلوا ہو کر

جلوۂ یار ہے مجھ میں۔ میں ہوں جلوہ اسکا
دلمیں ظاہر ہوا وہ نور تجلی ہو کر

برگ میں شاخ و ثمر اور شجر میں تو نے
جلوہ ہر رنگ دیا رنگوں میں پیدا ہو کر

چشم و سینہ میں کلیجہ میں جگر میں دلمیں
نور رہا قالب انسانیں جلوہ ہو کر

ہے صمد شان تیری تو ہے بری عالم سے
ذات تیری دو جہانیں ہی یکتا ہو کر

جلد امداد کو پہونچو شہ والا میری
در بدر خاک بسر پھرتا ہوں رسوا ہو کر

سایۂ دامن گنبد کی ضرورت کیا ہے
قبر پہ چرخ رہا گنبد مینا ہو کر

آہ و نالہ غم احمد بین نہ کرلے اعظم
عرش کے پار گذر جائے نہ بہالا ہوکر

قدرعنا ہے یا سرو صنوبر — رخ زیبا ہے یا ماہ منور
دو زلفیں مشک بو یا عنبریں ہیں — دہن یہ وہم ہیں یا نقطۂ تر
ہیں لب وہ اُسکے وہ آب زندگانی — ہوا شرمندہ جس سے وہ آب گوہر
دو آنکھیں اُنکی ایک چشمۂ فیض — رواں جس سے ہوا ہے آب کوثر
دو ابرو ہیں کشادہ تیز و پرواز — برائے صیدِ دل اللہ اکبر
نہیں وہ کان ہیں کان سخاوت — کہ سوت سرمدی آتی ہر اندر
گلا اُسکا صفائی دار ایسا — نہ دیکھے چشم عالم اُس سے بہتر
ہے سینہ فیض گنجینہ سراسر — کہ جس سے فیض ملتا ہے برابر
ہے دل فیاض فیض باری ✣ — ہے پاتا فیض ہر مہتر و کہتر
شکم ہے مخزنِ فیضِ دو عالم — نہ پہنچے قوت پھر کیونکر نہ گھر گھر
تمام عالم کو بیٹے چھان ڈالا — نہ دیکھا عشق سے کوئی بھی بہتر
قدم سے جس کے ہے سرسبز عالم — فلک پہ اُس سے روشن ہیں گے اختر

زباں اعظم سے ہو تعریف کیونکر
جو اس عالم سے ہو بالا و برتر

ردیف ڑ

چار دن کی ہے جوانی ایسی ہستی کو چھوڑ — عشق کی مَے کو پیا کر ساغر ہستی کو توڑ
چار دن ہی اسکی رونق آفرینش کچھ نہیں — دلکو دنیا سے ہٹا کر منہ کو اپنے اس سے موڑ
مت کر اول خواہشوں دنیا میں جا کر ہی پھنسا — کر نصیحت نفس کو اور کان کو دل کے مروڑ

ہستیِ موہوم کا بالکل پہر سا کچھہ نہیں ... اس لئے سب چہوڑ جہگڑا اپنے آقا سے تو جوڑ

اعظمؔ نا چیز تیری کیا ہے ہستی کیا شمار
تجھہ سے بہتر اور اعلیٰ اُسکے لاکہوں ہیں کروڑ

ردیف ز

اے عزیزو زندگانی چند روز ... ہے یہ دنیا دار فانی چند روز
آنکھ ناک اور کان منہ جو کچھہ ہیں ... اپنے کرلے حکمرانی چند روز
جب گیا دنیا سے پہر آتا نہیں ... ہے عبث یہ شادمانی چند روز
مال دنیا کا جمع کر مر گئے ... کر گئے یہ جانفشانی چند روز
چند روز آکر رہے پہر چل بسے ... ہائے کیا ہے زندگانی چند روز
کام نیکی کے نہ کچھہ ہم سے ہوئے ... اور یہ دنیا ہے فانی چند روز
گرچہ بخشو مال و دولت اور حشم ... ہے یہ لطف و مہربانی چند روز
آپ سمجھتے ہیں کہ ہوں شاہجہاں ... ہے یہ تیری لن ترانی چند روز
باغِ دنیا میں ہیں سب پہولے پہلے ... ہاں مگر ہے گلفشانی چند روز
دے خدا کے واسطے پر جان و مال ... ہے یہ تیری زندگانی چند روز

اعظمؔ ناصح جیو گے تا بکے +
ہاں رہے گی مدح خوانی چند روز

عمر سب مفت میں کہو نیکا ہے اربان افسوس ... اور جب لکو لگا پہر نہیں درمان افسوس
بلبلیں چہچہا رہی ہیں اور بچاری تکہی ... دونوں ہاتہوں سے ہے سر پیٹتی حیران افسوس
عشق بازی کا نہیں کہیل ہے سمجہو نیکا کبہی ... سر کو دیتا کہ نہ ہو رو بروجانان افسوس
عشق بازی کا نہیں کام فرشتے کرتے ... کام آدم کا ہے اور کام ہے شیطان افسوس

عمر بیاری ہوئی آخر تیری اعظم ہے ہے
زادرہ کا ترا کچھ بھی نہیں سامان افسوس

ردیف ش

ہے عزیز دمجکو ہر دم روئے جاناں کی تلاش
زلف پیچاں نوک مژگاں چشم فتاں کی تلاش

...س کلاں دربار تک ہوتی رسائی جب نہیں
پھر نہ ہو کیوں ہمکو یارو اسکے دربانکی تلاش

...ئے جواہر لعل و موتی اور یاقوت گوہر
ہاں اگر ہے تو اسی دلدار و جانانکی تلاش

ہوں مسافر میں ازل سے تشنہ کام و خشک لب
ہے تلاش آب حیوانوں چہ نخداں کی تلاش

صدقہ ہے پیران کلیر کے ملا ایسا صنم
کوبکو اور رو بہ رو بھی جیسے جہانکی تلاش

اعظم قاصر بھلا کیونکر کرے اسکی تلاش
گوہر نایاب اسیر ابر نیساں کی تلاش

وہ ہے محبوب اعظم کبریا خاص
سبھی نبیوں سے ہے وہ خوش ادا خاص

ہیں حاضر سب نبی بہر غلامی
کہ ہے محبوب حق اور دلربا خاص

شروع آدم سے لے عیسٰے نبی تک
کسیکو کچھ نہیں رتبہ ملا خاص

یہ رتبہ ان فرشتوںکو ملے کب
نبی محبوب ہے رب العلا خاص

رخ انور کے لایق گر نہیں ہوں
کف پا کی زیارت دو شہا خاص

فرشتوں پر نہ کیونکر ہو حکومت
محمدؐ ہے حبیب کبریا خاص

رخ احمد کی ہو جائے زیارت
یہی کرتا ہے اعظم اب دعا خاص

ردیف ض

زلف پیچاں سے اگر لاکھ چھپائے عارض
ابر میں چاند سا مکھڑا نظر آئے عارض

چاند سورج کو شب و روز ہے دیکھا میں نے
خواب میں گر نظر آئے کبھی ہاں کے عارض

چاند آئینہ کا شرما کے چرائے آنکھیں
آئینہ کو جو کبھی اپنا دکھائے عارض

آنکھوں کا فرش کیا ہمنے بجائے مخمل
منعکس ہو وے کہیں اس میں ضیاء عارض

کعبہ سے سوئے مدینہ جو گئے شاہ رسل
نقش پا کے لئے بوسہ ہیں بجائے عارض

ہم ہوا خواہ کھڑے ہیں جو ہوا کے رخ پر
آسرا ہے یہ کہیں آئے ہوائے عارض

لاکھ برقعے ہوں پڑے چہرہ پہ انکے اعظم
بجلی کی طرح چمکتا نظر آئے عارض

یہ ہوا ہے ترا جہاں میں فیض
بھر دیا کل زمین زماں میں فیض

تم بنی ہو جہان میں نور افشاں
بھر دیا نور کا جہاں میں فیض

فیض سے تیرے دونو عالم ہیں
ہے مکاں اور لامکاں میں فیض

میں بھی تجھ سے جدا نہیں مولا
چشم میں جسم میں ہے جام فیض

کونسی جائے ہے کہ خالی ہے
جسم ہے جان ہے رواں میں فیض

نور افشاں ہے ذات عالی کی
ہے زمین و زماں سماں میں فیض

جسم ہے یا ہے جان جو کچھ ہے
آپکا ہے عیاں نہاں میں فیض

نفس ظالم دوئی کا بندہ ہے
دل میں ہے ایک شاں نشاں میں فیض

بدگمانی گمان بندہ ہے
ہے گماں بے گماں گماں میں فیض

تیرا کچھ فیض کم نہیں ہوگا
بھر دے بھر دے تو بدگماں میں فیض

اعظم خوش بیان ہے گویا
ہے ترا خوبی بیاں میں فیض

ردیف ط

یار کے چہرہ پر کھلا سبزہ کا رنگ اس نمط
چاہ زنخ نے حسن کے لکھا غلامی کا ہے خط

خال سیاہ کا رنگ ہے ہنگ عارض خوشنما پہ دیکھیے
مشک ختن ہوا خجل چاند کے دلمیں ہے نقط

چہرہ کو کھولکر وہ شوخ باغ کی سیر کو چلا
ہوگیا رنگ لالہ ماند ہوگئی گل کی بو غلط

گاہ صنم کے عشق میں کرتا ہوں جان و دل فدا
گاہ صنم کے ہجر میں کہتا ہوں مجھ کو مشکل ربط

اعظم بندہ پہ جو رحم کرتا ہے بندگی قبول
چاہو نوشتہ لے ہی لو بندہ سے بندگی کا خط

ردیف ظ

یار چلا ہے کعبہ کو دل نے کہا خدا حفیظ
دلکو دیا غلامی میں آگئے ہے سرورا حفیظ

ہند میں شاہ ذوالمنن قید ہے میرا خستہ تن
جلد بلالو شاہ من کہہ کے ہے کبریا حفیظ

ہند سے سوئے کعبہ کو جاتا ہے دل میرا چلا
کہہ دو عزیز و لگے سب تیرا ہے مصطفی حفیظ

ذوق شوق میں سوار دل جو گیا ہے بہر کار
کہتا ہوں پیچھے اپ پکار مالک دو سرا حفیظ

عنبریں بوئے زلف یار مشک ختن ہے یا تتار
قوت روح جاں ہے اعظم جان ترا حفیظ

ردیف ع

ہمنے فراق یار میں دیکھا ہے حال شمع
سرتا قدم وہ جلتی ہے آف رہی کمال شمع

فانوس ہوگیا ہے میرا جسم اس بغیر
فرقت میں دل جلایا ہے ہمنے مثال شمع

محو جمال یار ہوں عالم میں اسطرح
پروانہ جسطرح رہتا ہے محو جمال شمع

دیوانہ وار پہنچا ہے پروانہ بزم میں
فانوس میں چھپی ہے بسبب انفعال شمع

پروانہ کو ہوش ہو اگر وصل یار کی
اعظم سے سیکھ لیگا وہ طرز وصال شمع

ردیف غ

ردیف غ

انکے آنے سے دل ہوا ہے باغ
ورنہ قسمت کو لگ رہا تھا داغ

روغن زندگی ڈھلایا تم نے
ورنہ قسمت کا گل ہوا تھا داغ

کیا اندھیرا تمام گھر میں تھا
بنگیا ہے جمالِ یار چراغ

روز و شب کا ٹھکانا میرا بنا
اسنے گھر کا دیا جو اپنے سراغ

اپنے اعظم کو وہ دیا ہے عروج
عرش اعظم پہ چڑھ گیا ہے دماغ

ردیف ف

تیغ قاتل یکطرف اور چشم قاتل یکطرف
سینہ گھایل یکطرف اور خون سا قاتل یکطرف

یا تڑپتے یکطرف اور دھڑ تڑپتا یکطرف
دم نکلتا ایک طرف وہ شوخ قاتل یکطرف

شورِ عاشق یکطرف بے رحم قاتل یکطرف
شورِ طوفاں یکطرف اور سنگ ساحل یکطرف

فکر مرنے کی جو کرتا ہوں تو دل کہتا ہے یہ
عشاق بیدل یکطرف جلاد قاتل یکطرف

کہتے ہیں یہ بندہ اعظم وداع ہونیکے وقت
سر یکطرف پا یکطرف جان یکطرف دل یکطرف

ردیف ق

الٰہی کوئی نہ ہو یار مبتلائے فراق
کہیں سے موت ہی آئے نہ ہو بلائے فراق

کدھر کو جاؤں کہوں کس سے حالِ دل اپنا
وہ کون ہے کہ جو دے داد یا جزائے فراق

مجھے تو ہجر کے غم نے جلا کے مارا ہے
الٰہی تو ہی کہیں سن کے دے سزائے فراق

کہاں فراق و کہاں میں کہاں یہ غم و الم
مجھ ہی کو کیا میری ماں جنا برائے فراق

کہیں ملے تو کردوں ایکدم میں کام تمام
بکھیر بالوں کو لے لوں میں خوں بہائے فراق

تڑپنا لوٹنا رونا و گا ہے خوش ہونا
سقر کی مار سے بدتر ہے گا ہے گا ہے فراق

جو داغ عشق دیا مجھکو تو نے اے پیارے
تو رات دن نہ کہوں کس طرح سے ہائے فراق

غریب عاجز و مسکیں خراب اعظم نے
گذاری ہجر کے ایام کر کے ہائے فراق

فراق یار کا دیا ورثیب کو اعظم +
کہ خون ٹپکیگا آنکھوں سے کرتے ہائے فراق

ردیف ک

مرض غم کی تم شفا ہو غوث پاک
درد ہجراں کی دوا ہو غوث پاک

بن اجابت کے دعا پھرتی نہیں
بے شبہ حق کی رضا ہو غوث پاک

امت عاصی کی ہو پشت پناہ
جان محبوب خدا ہو غوث پاک

کشتئ امت کو تو ہی پار کر
ہے گراں تم ناخدا ہو غوث پاک

دور ہو رنج و الم ہجر و فراق
عاشقوں کے مدعا ہو غوث پاک

ساری امت کا معطر ہے دماغ
باغ احمد کی ہوا ہو غوث پاک

ساری امت پر خطا ہے پر قصور
بخشوا دو جو خطا ہو غوث پاک

ساری امت کی دعائیں ہوں قبول
تم تو ایک باب دعا ہو غوث پاک

ہادی و رہبر شریعت آپ ہو
اور امام و پیشوا ہو غوث پاک

کیوں نہ ہوویں پاک سب تیرے مرید
جبکہ تم ہادی ہدا ہو غوث پاک

پرتوا تیرا دہ عالم میں ہے پر
نور احمد کی ضیا ہو غوث پاک

نام اعظم غوث الاعظم ہیں ملا
پھر نہ کیوں فضل خدا ہو غوث پاک

پہنچایا مجھے عشق نے اس ہو کے مکان تک
پہنچا نہ فرشتوں کا جہاں وہم گمان تک

ہرگز نہ مٹے نقش صنم صفحۂ دل سے
مٹ جائے مراد ہر سے گو نام و نشان تک

ہر ہر رگ و ریشہ سے یہی جاری ہے کلمہ
تو پاک ہے تو پاک ہے قاصر ہے زبان تک

مجھ میں مرے معشوق میں اک راز نہاں ہے
پہنچے کوئی کس طرح سے اس عشق نہاں تک

عقدے ہی دیئے سب کھول مرے دل کے انہوں نے
پر عقل یہ حیراں ہے کہ حرف آیا نہ زباں تک

ہونٹ اپنے ہلے بھی نہیں گویا ہے زباں بند
پر گونج ہے نالے کی زمیں اور زماں تک

الفت نہ کبھی دہر فنا سے تو رکھو اعظم
پہنچا کے رہے گی یہ روش باغ جناں تک

دایم یہی کوشش ہے کہ زندہ ہوں جہاں تک
ایک بار پہنچ جاؤں میں اس جان جہاں تک

پی آج جو زاہد نے مئے عشق غٹا غٹ
پہنچا ہے یہ کس طرح سے یہ پیر مغاں تک

صد بار قضا نے مجھے ڈھونڈا تو نہ پایا
کچھ ضعف سے پہنچا ہے مرا حال یہاں تک

مقتل میں تڑپتے رہے عشاق ہزاروں
پہنچی ہوئی دیکھی نہ کبھی تیر و کماں تک

فرقت میں کیسی جو جلا میرا کلیجا
یہ لعل بدخشاں ہے نہیں اس میں دھواں تک

جھوٹا ترا وعدہ کبھی سچا نہیں ہوتا
تڑپے کوئی فرقت میں شب روز کہاں تک

شدت تپ فرقت سے بڑھا ضعف یہاں تک
شکوہ کبھی آیا مرے دل سے زباں تک

اے باد سحر کھول دے غنچہ مرے دل کا
سربستہ یہ غنچہ رہے اعظم کا کہاں تک

تصور سے کروں دل شاد کب تک
کرو گے گھر مرا آباد کب تک

مرا کاشانہ کہ رشک گلستاں
تغافل اور ستم ایجاد کب تک

پھروں بتخانہ اور دیر و حرم میں
بگولہ کی طرح برباد کب تک

تمہاری یاد ہے یاد الٰہی
نہ ملنے سے رہوں ناشاد کب تک

نئی بیداد ہو ایجاد کرتے
یہ ہر دم کی نئی ایجاد کب تک

یہ گریہ موم کر دیتا ہے دل کو
رہے گا دل ترا فولاد کب تک

فقط اک دل تھا وہ بھی لے چکے ہو
نئے طوروں سے یہ بیداد کب تک

مدینہ میں بلالو ہند سے اب
کرونگا رات دن فریاد کب تک

اجل آ آکے پھر جاتی ہے آکر
خدا جانے میری ہو یاد کب تک

یہاں تک ذکر کر ذاکر نہ رہوے
بتا نہ کور تو پھر یاد کب تک

کبھی تو روضۂ اقدس دیکھا دو
رہیگا ہند میں آباد کب تک

یہ اعظم ہے تمہارا ایک ادنےٰ
بتاؤ تو کروگے شاد کب تک

ردیف گ

دست و فدا و پا فدا عضو صدر الگ الگ
بند قبا جدا جدا تا بہ کمر الگ الگ

میں ہوں فدائے روئے یار بلکہ ہیں اور بہی بہت
دیدہ و دل جدا جدا جان و جگر الگ الگ

میں ہی فدا ہوا تو کیا اسکے ہیں کتنے فدا اور بہی
زہرہ فدا جدا ہوئی شمس و قمر الگ الگ

باغوں میں جاکے دیکھ لو سبزہ و لالہ ہر فدا
سنبل و گل جدا جدا برگ و شجر الگ الگ

اعظم تفتہ تیجم جاں اپنہ فدا ہی ہیگیاں
حور و پری جدا جدا جن و بشر الگ الگ

ردیف ل

نہیں بھید دلکا چھپانیکے قابل
یہ راز دلی ہے جتانے کے قابل

تو رکھ پاس انفاس کا پاس ہر دم
یہ ہمدم نہیں دم چرانیکے قابل

تو کر دل کو بیدار ذکر جلی سے
یہ مہماں نہیں ہے سلانیکے قابل

غم ذکر مولا تو کھایا کیا کر
غم ذکر مولا ہے کھانیکے قابل

در پاک احمد یہ اعظم چلو بہی
یہ دنیا نہیں دل لگانیکے قابل

نہیں غیر در سر جہکانے کے قابل
یہ سر ہے اسی آستانہ کے قابل

مسیحا ہی لازم سمجھ بہی کو ہے صابر
یہ مردہ ہے تیرے جلانے کے قابل

ترا آستانہ ہی بیت الحرم ہے — یہ سر ہے ترے آستانے کے قابل
لگا تجھ ہی دل اس بت مہ لقا نے — نہ رکھا کہیں آنے جانے کے قابل

قیامت میں یارب مجھے بخش دیجو
یہ اعظم نہیں منہ دکھانیکے قابل

نہیں اپنا دل دل لگانیکے قابل — ہے پردہ دوئی کا اٹھانیکے قابل
رکھو شغل لیسے کا ہر دم پیارے — ہے آتش وجودی جلانیکے قابل
ہمیں فکر ہو کیوں نہ تنزیہ ہر دم — اشارہ یہی ہے بتانے کے قابل
رکھو شغل ہر وقت ذاتِ محبت کا — ہے یہ فکر ہر دم جمانے کے قابل
درِ غیر پر کیوں جھکاتا ہے سر کو — یہ سر ہے اسی آستانہ کے قابل

تصور میں مرشد کے کہتا ہے اعظم
ہے یہ ولولہ سر اٹھانیکے قابل

ردیف میم ۷

لطف جو پاتے ہیں ہر دم ساغر وحدت سے ہم — مست اور مدہوش ہیں کیسی ہی مے الفت سے ہم
صانعِ قدرت نے ڈھالا انکو پتلا نور کا — ہوگئے حیران و ششدر صانعِ قدرت سے ہم
لے ہی پہنچیگا در صابر پر اپنا ذوق شوق — عمر اپنی کو بسر کرتے ہیں کیفیت سے ہم
خاک کلیر کو شرف ہے جنت الماوا یہ سب — کس لئے راحت طلب ہوں گلشن جنت سے ہم
دل ہی دلمیں لطف آتا ہے خیال یار کا — ہوگئے سیراب اب دیدار کے شربت سے ہم
جلوۂ جانان وحدت کے ہوئے جب ہم اسیر — ہوگئے آزاد مطلق ہر قمر طلعت سے ہم
کلمۂ طیبہ ہاں پر گاہ گہ لب پر درود — آخرت میں جائینگے اس شان و شوکت سے ہم
حکم جب آیا پیمبر کو برائے امر و نہ — ہوگئے تائب تبھی ہر حکم کی دہشت سے ہم
خود خدا نے کی زباں میرکو گویائی عطا — اسم اعظم ورد کرتے ہیں اسی برکت سے ہم

گھر سے باہر نکلے ہیں جو آج اس وقت سے ہم — دیکھئے نکلینگے کب اس وادی غربت سے ہم
بیخودی نے آکے جب سے دلمیں اپنا گھر کیا — کر دیا آزاد ہمکو بچ گئے وحشت سے ہم
گریہ و نالہ کہانتک اس جنوں میں ہم کریں — بحرِ الفت میں بہے جب مثل خس فرقت سے ہم
طالع زور آور ہمارا ہے تو بیشک بے شبہ — پہنچ ہی جاوینگے ایکدن آپ تک قسمت سے ہم
جب لیضان محبت سے تغافل میں رہو — ہاتھ اپنے دھو چکے اب جانکی صحت سے ہم
کیا ستم تمنے کیا ہمکو وفا کی تھی امید — دیکھتے ہر وقت ہیں افسوس اور حسرت سے ہم
دامنِ اعدا جو آیا ہاتھ اسکو تھام لو — چاک پھر کرتے رہیں گے ٹھہر کر پھر فرصت سے ہم

اعظم بیتاب کا کس طرح حال دل کہیں +
اس جگہ پر گونگ ہیں جب آپکی عظمت سے ہم

بیک نظارۂ جاناں فدا ہے جان و تن و من ہم — فلک ہم زہرہ ہم خورشید مہ گردانِ روشن ہم
تصدق اپنے جاناں پر کہ جسکے نور میں دیکھے — قطب ہم غوث ہم ابدال ہم شہ زور رہزن ہم
فنا میں دیکھا عالم کو نہیں کم بہر بہر سے ہے — خزاں ہم خار ہم خس ہم خس و خاشاک گلخن ہم
نہ ہمکتی بلبلیں گل پر نہیں بیکار گلشن میں — چمن ہم باغ ہم گلزار ہم گلچین و گلشن ہم
ہمیں سے ہے تماشا یہ جہاں اور ہم تماشائی — جواں ہم پیر ہم نادان ہم ہم مرد و ہم زن ہم
شکایت کچھ نہیں بندہ جو حق ہے تجھپہ پوشیدہ — ہمیں اپنے آپ باطن ہم اور اپنے آپ باتن ہم

غزل تو نے کہی ہے خوب اے اعظم مبارک ہو
رباعی ہم غزل ہم شعر ہم مضمون احسن ہم

ز عشقت بیقرارم با کہ گویم — ز حیرت حال زارم با کہ گویم
ندارم جز لقایت ہیچ چیزے — بجستنت سازگارم با کہ گویم
بخواہم شو خدارا جلوہ آرا + — پریشاں روزگارم با کہ گویم
نہ دل دارم نہ جاں دارم نہ تن ہم — ہمیں یکسر کہ دارم با کہ گویم

نہاں نم گر عیانم روبرویم
ز خجلت شرمسارم باکہ گویم

خدایم سایہ ات بادہ دوامی ﴿
بجز تو خوار خوارم باکہ گویم

خوشا صورت کہ باشد روبرویم
ز حیرت شرمسارم باکہ گویم

اجازت گر دہی محفل سماع را
مریدم جاں نثارم باکہ گویم

بہ وحدت ہر چہ گویم وحدت نہ
بہ وحدت کامگارم باکہ گویم

حکیم اعظم فدایت اے نگارے
نگارا داغ دارم باکہ گویم

ردیف ن

ہے کیف جو کچھ قبل فنا مجکو فنا میں
وہ لطف کہاں خضر کو ہی آب بقا میں

آنے کی خبر سُن کے ہوئی ایسی کچھ حالت
پھولا نہ سمایا تن زار اپنی قبا میں

آنکھوں سے وہ دیکھی ہی بہار در جاناں
فرحت نہ ملیگی کبھی جنت کی فضا میں

آئے بھی عیادت کو جو وہ غیر کے ہمراہ
کیا پاس وفا ہی کہ جفا بھی ہی وفا میں

حوروں نے تری آنکھ کی چتون کو جو دیکھا
حیران ہوئیں ڈوب گئیں شرم و حیا میں

پریوں کے اُڑے ہوش تری دیکھ کے آنکھیں
تاثیر ہے اعظم کی نگہ ہوش رُبا میں ﴿

جان اور بلا میں ہے تو تن اور بلا میں
دل اور ہوا میں ہے جگر اور ہوا میں

زندہ ہوئے جن اور بشر جب کہ کہا قُم
اعجاز ہی عیسے سے سوا اُنکی دعا میں

عاشق کا تو ہے زلف میں پھنسنا ہی بلا کی
آزاد جو ہیں وہ ہیں گرفتار بلا میں

کیونکر نہ فدا جان کرے بلبل شیدا ﴿
پیدا ہی شمیم اُس گل رعنا کی ضیا میں

عاشق کا کلیجہ کبھی ٹھنڈا نہیں ہوتا
شربت بھی اگر گھولکے دو آب بقا میں

وہ چال قیامت کی ہی کہ پامال جہان ہو
تاثیر خداداد ہی نقش کف پا میں

جاں بھی فدا کر دے محمد پہ تو اعظم
اسکو ہی بقا جو کہ ہو اس بحر فنا میں

نہیں کچھ حال کھلتا ہی میں کیا ہوں اور کیسا ہوں
عیادت کے لئے آتے ہو تو آجاؤ جلدی سے
مقام عشق کی نیرنگیوں نے رنگ دکھلایا
نہیں دل میں جگہ میرے کسی کی گڑوکی اے جاناں
بسی ہیں نرگسی آنکھیں ضیاء برق جاناں سے
ہجوم شوق نے بدلا ہے میرا ملت و مذہب
بنایا میرے مرشد کے تصور نے مجھے یکتا
نکھیرو مجھکو صحن بارگاہ شاہ کلیر میں
بنا بد مست جاناں چشم مست حق گوں سے میں کچھ ایسا

نہیں معلوم دانا ہوں نہیں ہیچ اعظم نادانا ہوں
وگرنہ میں ہی جاں بھی غم فرقت میں کھو چکا ہوں
خدا کی بندگی کرتا ہوں دل سے تیرا شیدا ہوں
میں جاناں تیرا عاشق ہوں میں جاناں تجھ پر مرتا ہوں
نظر آتا نہیں مجھکو میں اپنا آپ پردا ہوں
ملوں کیونکہ میں سب سے میں خود ہی اسکا سیلا ہوں
میں خود خواجہ کی صورت ہوں یا صابر کا نقشا ہوں
کھڑا روضہ کو تکتا ہوں میں مجھو سجدہ کیا ہوں
شراب صاف ہی میں ساغر نرگس سے پیتا ہوں

بسا اعظم کی آنکھوں میں جو جلوہ حسن صابر کا
تو بولی آنکھ کی پتلی میں نور کا پتلا ہوں

جہنم کا مجھے کیا ڈر میں سوز غم میں جلتا ہوں
تری باتیں سنیں واعظ جسے جنت کی خواہش ہو
نہیں مجھ میں ذرا طاقت فقط اک دم شماری ہے
میں عاشق ہی خود اپنا ہوں ازل سے عشق اپنا ہے
وہ بولے دیکھ کر آنکھوں میں میرے حسن پیکر کو
نہ لے میرے قدم وحشت تو دشت پاک کلیر میں

مجھے کیا کام جنت سے میں جاناں تیرا شیدا ہوں
مجھے کیا کام جنت سے کہ میں تو شیدا ہوں
بہ امید یہ جیتا ہوں کہ دم جاناں کا بھرتا ہوں
فنا ہونگا تو اپنے میں پھر اپنے آپ جیتا ہوں
میں اس آنکھوں پہ مرتا ہوں میں اس پیکر کا شیدا ہوں
میں اس صورت کا شیدا ہوں میں اس قد پہ مرتا ہوں

تمام عالم میں شہرہ ہے کہ اعظم اس پہ مرتا ہے
میں اس لائق کہاں صاحب میں اس پر کہ مرتا ہوں

ڈروں کیوں نارِ دوزخ سے میں یا رغم میں جلتا ہوں
مجھے کیا کام جنت سے میں خلدِ دل میں بستا ہوں

کوئی شیدا ہے لیلیٰ پر کوئی شیریں و عذرا پر
میں اپنا آپ عاشق ہوں میں اپنا آپ شیدا ہوں

میری آنکھوں میں اپنا عکس پڑ کر بولے
بلاشک مہرِ طلعت ہوں مقرر ماہِ سیما ہوں

شبِ عشرت نقابِ وصل تو بولا خاطرِ مضطر
میں اس صورت پہ مرتا ہوں پری پیکر کا شیدا ہوں

نہ کیوں ہوں نغمہ زا اے عظم ہوں مطربِ عشق کا اعظم
نہ کیوں محوِ الفت ہوں درِ صابر کا بندہ ہوں

تمہارا ہوں بلا لیجیے مجھے میں بے سہارا ہوں
تمہارا ہوں تمہارا ہوں تمہارا ہوں تمہارا

میری آنکھوں میں جلوہ حسنِ احمد کا سمایا ہے
کبھی میں خود تماشائی کبھی میں خود تماشا

خدا کے واسطے جاناں خبر جلدی سے لے لینا
تمہاری ہی یہ شیدا ہوں تمہاری ہی یہ مرتا

حیات و موت کی ہے سحر سازی ہشت تیرا میں
کبھی مر مر کے میں مرتا ہوں کبھی مر مر کے میں جیتا

تجلی طور کی بطورِ طور دل پہ پڑتی ہے
فقیرِ صابری ہوں مستِ صہبائے تجلی

عجب کلیر تماشہ گاہ اور نیرنگِ قدرت ہے
تماشا تو عجب یہ ہے کہ نیرنگی تماشا

میں ایسا بھی نہیں ساقی کہ ہوں بدمست ہو جاؤں
شرابِ شوق پیتا ہوں مگر ہوشیار رہتا

ہے عرشِ پاک دل میرا بہ رنگِ غم وجہہ اللہ
میں دل سے رو بہ قبلہ ہوں اگرچہ

نہیں رہتی تری حالت کبھی ایک حال پر اعظم
کبھی کہتا ہے قطرہ ہوں کبھی کہتا ہے دریا ہوں

دل میرا ہے مضبوط ہر ایک جور و جفا میں
ہے بندہ اعظم سراپا تسلیم و رضا

وہ ناز وہ انداز وہ غمزہ ہیں تجھ میں
یہ بات میسر نہیں ہر ایک کی ادا

آسان نہیں منزلِ محبوب میں چلنا
یہ راہ وہ ہے جس پہ چلتے ہیں جیالے

وہ گل مجھ کو گلزارِ ارم میں ملے یارو
شکر کرتا ہوں مناجات میں درگاہ

کیا چال تمہاری ہے قیامت کا نمونہ
عالم تہ و بالا کیا ایک لغزش

جنبش

وہ دلمیں سمائی ہے ہوا سے در جاناں — رضواں کو جو ملتی نہیں جنت کی ہوا میں
میں جس سے ملا کرتا ہوں اپنا سا اُسے میں — یہ رنگ ہے دلمیں میرے یا برگ حنا میں
جو چاہیں سزا دیں کہ گنہگار ہے اُن کا — مٹھی میں ہے وہ چور ہے جو تھا برگ حنا میں
وہ دلمیں تپ عشق کی بھڑکی ہے حرارت — سوکھا نہ پسینا کبھی جاڑے کی ہوا میں

وعدہ کیا اس نے ملاقات کا اعظم
جیتا ہوں اسیواسطے اُمید وفا میں

نہاں ہیں جلوۂ معنی اگر بہ رنگ قدرت میں — عیاں ہے شان یزدانی تو بیشکی خوب صورت میں
لب شیریں جاناں کی حلاوت پوچھیے کیا ہو — نہ لذت ہے وہ شربت میں شربت کی حلاوت میں
سمایا میری آنکھوں میں تماشا جب سے خوباں کا — ہمیشہ قلب میرا غوطہ زن ہے بحر حیرت میں
تصور طاق ابرو کا میری آنکھوں میں رہتا ہے — صلوٰۃ العشق پڑھتا ہوں کھڑا بیت العبادت میں
سنہری رنگ رخ انکا یہاں ہے زعفرانی رنگ — وہاں وہ رنگ عشرت میں یہاں رنگ فرقت میں
کھنچا ہے میری آنکھوں میں وہ نقشہ تیری صورت کا — کہ ہے ہر پیکر ہستی کا نقشہ تیری صورت میں
تجھے عریانیٔ تن کا ہے غافل کس لیے دھڑکا — یہ جوڑہ قدرتی آیا ہے تیرے ساتھ خلقت میں
ملک جن و بشر آتے ہیں روضہ پر ترے صابر — ہے تیرے فیض کا ایک بحر جاری بزم کثرت میں
ہزاروں کوس سے کلیر جو آتے ہیں زیارت کو — خزانے بھر لیے ہیں صابر کے انوار تربت میں
ہے پتلی تری آنکھوں کی ہے قبلہ نور وحدت کا — چھپا ہے آب حیواں دیکھ لو یہ عین ظلمت میں
رسول حق نما کا قول جب الفقر و فخری ہے — تو کیوں نعرہ نہ ماریں فخر کے ہم کاخ دولت میں
تری دلمیں کلمہ ہے گناہ ہیں کس حقیقت میں — رہا کرتے ہیں رات اور دن اسکی ہی حفاظت میں

تری دلمیں جو ہے اعظم یہ داغ الفت صابر
برنگ شمع ہوگا جلوہ زا پہلوی تربت میں

ہے خلوت ہی حاصل ورنہ ایوان جلوت میں — تماشا دیکھتا رہتا ہوں میں کثرت کا وحدت میں

یہ کب تھا چابلا پن تم ہی کہدو انکی عادت میں
چھلکتی ہے شرارت جیسی ہر حرف شکایت میں

یہ دولت علم کی وہ ہے کہ ہرگز کم نہیں ہوتی
کرو جی چاہے جتنا صرف اسکو ملک و ملت میں

مجھے تر دامنی کے پردہ پوشی کی ہو کیوں پروا
کہ ہر دم غوطہ زن عصیاں میں ہے بحر رحمت میں

سمایا ہے جلوہ ہی خدا کی شان وحدت کا
یہ رنگ فرش ہیں چرخ و زمیں اس دل کی وسعت میں

پسند آ گیا ہے دل تو اسکو نذر میں لے لو
یہ ایسا مال ہی کیا ہے جو ہو تکرار قیمت میں

تصور نے تری تصویر کے یہ خود کیا ایسا
میں حیران ہوں کہ سکتے میں نہیں نیرنگ حیرت میں

ہمارے دل پہ محبت معرفت کا حسن محکم ہے
لطیفے سارے رہتے ہیں اسی کی ہی حمایت میں

میں آخر آبلہ پا کو وقف خار کر دوں گا
الٰہی گر لکھا ہے جوش وحشت میری قسمت میں

حیات چند روزہ جب ہے دست رحمت میں اعظم
نہ کیوں سجدہ کریں اخلاص سے محراب طاعت میں

محب شفیع اپنے ہوں روز قیامت میں
خطر پھر کیوں ہے ہمکو گناہوں کی شفاعت میں

دہان سنگ پہ شکایت ہے یہاں لب دعائیں ہیں
میری الفت کو دیکھو تم ذرا اپنی عداوت میں

تری تصویر کی صورت میری آنکھوں کی پتلی ہے
نہ کیوں آنکھیں کھولوں پھر نہ ہر دم بزم غربت میں

ہجوم یاس ناکامی کا کیوں سر پہ ہو سہرہ
وہ رخصت مجھ سے ہوتے ہیں دم میرا رخصت میں

زبان کو روکئے اعظم زیادہ گو نہیں اچھا
کہیں ایسا نہ ہو شاید کہ حرف آئے محبت میں

عزیز بحر رحمت حضرت خواجہ ہوں یا اللہ
کہ رہتے ہیں کمربستہ وہ اعظم کی حمایت میں

جمال مصطفے کا دیکھتا ہوں جلوہ وحدت میں
اسی باعث سے جلوے عرش کے ہیں میری تربت میں

ہجوم عالم کا روضہ پہ مری ہو گا پس مرگ
ملائک بھر رہے ہیں نور وحدت میری تربت میں

ملک جن و بشر آتے ہیں روضہ پہ تیری صابر
ترا فیض جاری ہے یہ عالم ہو گا حقیقت میں

تری تصویر اے جانان منقش ہے میرے دل میں
میں بیٹھا گو ہوں کثرت میں مگر دل ہے جلوہ وحدت میں

ہیں ظلمت کا پڑا رہتا ہوں گھر اندھیرا قبر میں
قدم دوزخ میں بایاں داہنا ہے میرا جنت میں

وظیفہ نام صابر کا ترو لب پہ اعظم +
تیرا حامی وہ مولا ہے گناہ ہیں کس حقیقت میں

زخم دل ہم اُس ستمگر کو دکھا سکتے نہیں
آپ جا سکتے نہیں اُسکو بلا سکتے نہیں

ابھی سے آپ ہی سیماب سا ہے بیقرار
پر دل مضطر کی بے چینی دکھا سکتے نہیں

چشم گریاں سینہ بریاں دل پریشاں کیا کروں
ایسی بے رونق جگہ اُسکو بلا سکتے نہیں

ناتوانی نے ہمیں کمزور ایسا کر دیا
ضعف سے ہم بار کوہ غم اُٹھا سکتے نہیں

رشک حسن یار کچھ کہنے نہیں دیتا ہمیں
ہا اپنا حال دل اُسکو سنا سکتے نہیں

سرمہ کی مانند چشم یار میں ہے جا میری
اُنکی نظروں سے مجھے دشمن گرا سکتے نہیں

زاہد خشک تجھے ہی انجام سے ہیں بے خبر
راہ حق کی وہ کبھی ہرگز بتا سکتے نہیں

اُنکی محفل میں ہوا کرتا ہے غیروں کا ہجوم
ہمکو وہ بیباک پاس اپنے بٹھا سکتے نہیں

بات کرنے کو زباں دی کان سننے کو دیئے
اُسکے احسان اپنے دل سے ہم بھلا سکتے نہیں

فرض جب اُن پر شفاعت ہم گنہگاروں کی ہے
وہ قیامت میں کہیں ہمسے چھپا سکتے نہیں

اعظم خستہ جگر بیتابیاں کس سے کہے +
بات کا بھی بوجھ کان اُنکے اُٹھا سکتے نہیں

بلانے کا بھی اُسکے یارا نہیں
مرا بے ملے بھی گزارہ نہیں +

کرے حمد باری قلم کیا مجال +
زبان قلم کو یہ یارا نہیں +

مجھے دیکھ سستی اشارا یہ تھا
ابھی ہے جو ہمت اُبھارا نہیں

رقیبوں سے ہر وقت صحبت رہے
مگر مجھ سے ملنا گوارہ نہیں

کچلتے مسلتے رگڑتے ہو دل
یہ دل ہے کوئی سنگ خارا نہیں

کئے جو ستم اُس نے میں نے سہے
یہ میرا ہی دل تھا کہ ہارا نہیں

میرا ہی تو دل لو مجھ ہی سے کہو ⁘ تمہارا نہیں ہے تمہارا نہیں ⁘
مے عشق سے میں وہ سرشار ہوں ⁘ کہ ترشی سے جس کا اوتارا نہیں
یہ کہتا ہے واعظ نہ پینا شراب ⁘ یہاں بے پیے بھی گذارا نہیں
جو صورت دکھاؤ تو احسان ہے ⁘ وگرنا ہمارا اجارہ نہیں ⁘
صفیں لاکھوں مقتل میں گھائل ہوئیں ⁘ کنکھیوں سے دیکھا تھا مارا نہیں
قیامت تھا اس بت سی کھیدونگا میں ⁘ ترے بن کسیکا سہارا نہیں ⁘
عجب کر گئی کام تیغ نگاہ ⁘ پھڑکتا ہی چھوڑا ہے مارا نہیں
مضامین دل کے جو چاہو لکھو ⁘ زمین سخن پہ اجارہ نہیں

بس اعظم تری شاعری دیکھ لی
زمین سخن پہ اجارہ نہیں

حسن توں لگے ہیں یہ آبلے کاسہ ہاے سر نہیں ⁘ یاس ہے بر میں۔ سوا اسکے کوئی دلبر نہیں
آج وہ [illegible] رنگ خوبی۔ ہائے اپنے گھر نہیں ⁘ پردۂ ناموس غم کا کوئی پردہ در نہیں
کوئی اختر آب چمکتا ہو اسکے رو برو ⁘ ہے پدم اسکے چمکتا پاؤں میں اختر نہیں
ایک ہی چشم زدن میں کر دیے لاکھوں حلال ⁘ تیغ براں آنکھ ہی اسکی کوئی خنجر نہیں
ایک جان ناتوان تھی وہ بھی تمکو دیچکا ⁘ آپ سے اے مہرباں یہ باوفا باہر نہیں
وہ تعدی و جور جو چاہیں کریں ہم پر مدام ⁘ یاس و حرماں ہو۔ ہمارا وہ دل مضطر نہیں
ہے عنایت اس خدا کی اس نے جو چاہا دیا ⁘ اسکے انعاموں کے لایق اپنی یہ چادر نہیں
جیسی ابرو اور آنکھیں انکی رکھتی کاٹ ہیں ⁘ کاٹ میں اسکی برابر تیغ یا خنجر نہیں
دیکھیے تو معجزہ چشم نگاہ یار کا ⁘ کاٹ ڈالا ہے سر پا تک نہیں پھر دو پیکر نہیں
کس بھروسہ پہ بلاؤں شاہد گلفام کو ⁘ مے نہیں شیشہ نہیں ساقی نہیں ساغر نہیں
دل دیا اور جان بھی ایمان اپنا دے دیا ⁘ کیا کروں افسوس پاس ہی اب نہیں ورنہ [illegible]

کیا کوئی اسباب دولت جمع کرکے ہو امیر ۔ دارِ فانی ایک سرا ہی یہ کسیکا گہر نہیں
اُسکے در کی جبہہ سائی کا جو ہے داغ جبیں ۔ ایسا تاباں روز محشر طالع منور نہیں
دکھلیا تیغ نگہہ نے کی آب دنیا اور کو ۔ سر فدا اکرنیکو ہم رکھتے چھپا کر سر نہیں
دل میرا ایک آئینہ ہی اسمیں ہے دنیا کی سیر ۔ ضرب لا سے صاف ہوگا یہ کوئی پتھر نہیں
اے شفیع روز محشر اے حبیب کبریا ۔ المدد فی کل حال تم سوا رہبر نہیں
دستِ الفت نے بہشت ہونڈہا نہ ہاتھ آئی مگر ۔ ہی وہ ایک تار نظر سی جا ہی یہ منظر نہیں
جہوم تے پہرتے ہیں کیا کیا مست صہبا کے بقا ۔ چشم مے گوں کے سوا اُنکا کوئی ساغر نہیں

جو صفاتیں ہیں جہاں میں آ سکا یہ اعظم بنا
یہ وہ خوبی ہی کہ اِس خوبی سی کچھہ بہتر نہیں

کہلی ہی شان یزدانی بتونکی اچھی صورت میں ۔ وہ ہی ہی ذات لاثانی بتونکی اچھی صورت میں
جو جلوہ نور ازلی تھا وہ ہی ہوگا ابد میں ہی ۔ عیاں ہی جلوہ معنی بتونکی اچھی صورت میں
وہ ہی پیدا وہ ہی پنہاں وہ ہی ظاہر وہ ہی باطن ۔ وہ ہی ہی رمز صمدانی بتونکی اچھی صورت میں
نہ ہوتا عشق اگر پیدا نہ ہوتے یہ حسین پیدا ۔ کہلے اسرار ربانی بتونکی اچھی صورت میں
نہ ہوتا نور گر پیدا نہ ہوتے یہ کبھی ہرگز ۔ عیاں ہی نور وحدانی بتونکی اچھی صورت میں
خدا نے جب کیا پیدا محمدؐ کو زمانہ میں ۔ کھلی تب شان نورانی بتونکی اچھی صورت میں
خدا خود ہی ہوا شیدا رخ احمد کے جلوہ پر ۔ نہاں جلوہ ہے یعنے بتونکی اچھی صورت میں
خدا نے نور احدیت رکھا نور محمد میں ۔ وہ ہی ہی ذات وحدانی بتونکی اچھی صورت میں
ہوا ہی شیخ کیوں ہمراہ تو اپنی راہ لی سیدہی ۔ ملیگی سخت حیرانی بتونکی اچھی صورت میں

یہ حصہ رند اعظم ملیگا کب تجہے زاہد
ہے لطف نور سبحانی بتونکی اچھی صورت میں

منظورِ نظر حضرت جانانہ ہوا ہوں ۱ ۔ بس ایک نگہہ ناز کا مستانہ ہوا ہوں

مستانہ ہوا یا کہ میں دیوانہ ہوا ہوں
ان باتوں سے کیا عاشق جانانہ ہوا ہوں

مرکر جو ہوا خاک کمہاروں کے لگا ہاتھ
صد شکر کہ اس لب کا میں پیمانہ ہوا ہوں

دل ہیں جو ہر معشوق حقیقی کی گذرگاہ
اسواسطے میں مالک کل خانہ ہوا ہوں

اللہ کا گھر ہے ہر ایک جا یہ شناسے
مسجد سے نکل ساکن بتخانہ ہوا ہوں

اس بحر حقیقی کی صدف میں جو پلا ہوں
صحبت سے میں اس کی چکے دردانہ ہوا ہوں

اعظم کی طرح عشق میں جلتا تھا مجھ بھی
اسواسطے اس شمع پہ پروانہ ہوا ہوں

خدا سے سدا یہ دعا چاہتا ہوں
فنا ہو چکی اب بقا چاہتا ہوں

تو بے انتہا عشق دے اپنا یا رب
میرا حوصلہ دیکھ کیا چاہتا ہوں

ذرا سا تو دل ہے مگر دیکھو وسعت
خدا کا خزانہ لیا چاہتا ہوں

خدا نے کیا تجکو بے میم احمد
بنا اُسی میں بنا چاہتا ہوں

شہنشاہوں کا شاہ اعظم ہے شاہا
میں بندہ ہی تیرا بنا چاہتا ہوں

اگر تو ملے میں ملا چاہتا ہوں
نہیں تو فنا ہی ہوا چاہتا ہوں

ابھی گر نہ آئے تو کب آؤ گے تم
دم آخری ہوں مرا چاہتا ہوں

سنبھالو مجھے دیکھو پچتاؤ گے تم
لب بام سے اب گرا چاہتا ہوں

دم آخری میں تو تشریف لاؤ
حیات ابد کی عطا چاہتا ہوں

یہ چاہتا ہوں نہ وہ چاہتا ہوں
خوشی دل سے جو ہو عطا چاہتا ہوں

جو دکھلاؤ صورت تو یہ ہو کرامت
میں مردہ ہوں زندہ ہوا چاہتا ہوں

مری زندگی روبرو تیرے مرنا
جھلک تیکھ کر میں مرا چاہتا ہوں

خدا نے بنایا تجھے غوث الاعظم
ترا فیض اس سے لیا چاہتا ہوں

خدا صبر دے تو لیا چاہتا ہوں
وگرنہ میں مر دہ ہوا چاہتا ہوں

یہ ہے ماہ قربان تو کر مجکو قربان
ترے صدقہ قرباں ہوا چاہتا ہوں

میری جان پامال کر غم نہیں ہے
مثال حنا کی پسا چاہتا ہوں

ادائیں ڈرائیں تو کچھ ڈر نہیں ہے
ڈرا ہے میں کیا ڈرا چاہتا ہوں

میری زندگی روبرو تیرے مرنا
جھلک دیکھ لوں پھر مرا چاہتا ہوں

چلو اُٹھ کے بیدر کو در در ہی ڈھونڈو
کہیں تو ملیگا ملا چاہتا ہوں

رکھا حشر پر وعدۂ وصل اپنا
تو پھر صبر کی انتہا چاہتا ہوں

جو لینا ہے لیلو ابھی اہل محفل
چراغ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں

قسم ہے بگولے بتجھے سرو قد کی
تو لے چل مدینہ چلا چاہتا ہوں

رسائی کہاں بندۂ اعظم کی یارب
ترا فضل ہو تو بلا چاہتا ہوں

ردیف واؤ

تم ذرا آکے سنبھالو عاشق دلگیر کو
وہ نگاہ ناز کے کہاں ہوتے ہیں تیر کو

لاش پر لاشیں گرینگی عاشقوں کی دیکھنا
صحن مقتل میں اگر وہ کھینچ لے شمشیر کو

وہ محبت کو چھپاتے ہیں کہ یہ ظاہر نہو
کرتے ہیں بدنام میرے نالۂ شبگیر کو

چاند سے مکھڑے کو دیکھا ہے خلاف [illegible]
ہو زیارت کا تقاضہ خواب کی تعبیر کو

ان بتان سنگدل کو کچھ اثر ہوتا نہیں
تو عبث کیوں کھینچتا ہے نالۂ شبگیر کو

جو چڑھا ہے زندہ رہ وہ ہی گرا ہے سر بل
[illegible]

جب کلام اللہ سمجھتے ہیں کلام احمدی
قول پیغمبر سمجھتا ہوں میں قول پیر کو

ان سے کہہ دو [illegible] لیں کے اپنا گھر کریں
لاکے [illegible] کیا ہے صاحب اس [illegible]

کسکی ہمت عاشقوں سے ہو نہیں سکتی جدا
تاریخ [illegible] بتایا ہے میری تقدیر کو

درد کی خاطر بنا ہے دل مرا اے دوستو — درد کو اُلٹو ملیگا درد ہی تعبیر کو

نہ کیسے اُمتِ احمد میں اعظم کر دیا پیدا مجھے
کیا ہی مولی نے بنایا ہے میری تقدیر کو

کہے گا کس طرح غنچہ سخن کو — مقفل کر دیا اُسکے دہن کو
لگی کہنے یہ سنبل یاسمن سے — کہ چھوڑو باغکو چلدو ختن کو
نہیں عزت ہماری اس چمن میں — بڑے عزت جو چھوڑینگے وطن کو
سفر میں قید ہو زخمی جگر ہو — کرے وہ کیوں نہ یاد اپنے وطن کو
بنا تا اور بڑھا نا پھر مٹانا ۱۰ — یہی آتا ہے اس چرخِ کہن کو
الٰہی خاتمہ بالخیر کر دے — لیئے ہوں بارِ عصیاں کے محن کو
ادائے صابری ہیں سب نرالی — خدا قائم رکھے اس بانکپن کو
دعا میری نزد کیجیو الٰہی — میرا حامی تو کر شاہ زمن کو

کیا صابر نے بیڑا پار اعظم
چلا دوزخ سے میں باغ عدنکو

خدا کی یاد کا پانی دے کشت نوجوانی کو — غنیمت جان دنیا میں تو اپنی
وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن — اُسکی یاد کر ہر دم جو چاہی جا
ہتیں بکرا دادل ہے تو رد بیٹھکر سارے دن — نہ کچھ آفت بلا آوے لیئے رہ شا
خدا نے کیا پیدا چمن بین محمد میں — بہلا دیں کس طرح تیری اس
وہ عالم کے وہ سر چشمے یہ وہ سیم محمد میں — بہلا سمجھے کوئی کیونکر خدا کی
امیر ونکو ہوا امرائی فقیر ونکو ہوا فقرائی — علاؤ الدین نے رتبہ پایا ہے کا
نہیں پردہ کوئی آنکھوں سے تیری جو نہ دیکھے تو — ہو دیکھے گا تو پائیگا سبھی راز
نگارستان دلبر جب سدا رہو نظر تیری — تو پھیر ہرگز نہ ڈھونڈھیگا

دو عالم کے ذخیرے سب ہیں موجود سارے ۔۔۔ ترے دل میں خزانے ہیں نہ کھوتا یا سپائی کو

فنا ہر لحظہ رہتی ہے کھڑی سر پر ترے اعظم
تو چل دربار صابر میں بھلا کے علم دانی کو

جن ہاتھوں میں ہووے کاٹھ کی تسبیح اور ساتھ اسکے توحید ہو ۔۔۔ جب نور ہے جو وہ نور احد پھر تسبیح ہر رگ سرمد ہو
سرمد سرمد کہنا خامی ہے اور احمد نامی کامی ہے ۔۔۔ سالک عاقل کامل ہو کامل سالک واصل اُنکی ہو
جب شان احد آئی اسمیں اور حسن مہا محاسن پائے اسمیں ۔۔۔ جب حسن بنے وہ معنی قرآن تب پڑھنے کے لایق اسکا ہو
اول صابر شان عالی ہو اسپر ذات سر والی ہو ۔۔۔ جب ذات بنے وہ ذات احد مسجود ملائک مرقد ہو

اعظم جسم خاکی والا ہے پر صدقہ مرشد سے وہ بالا ہے
تو ہی تو ہی جب سب تجھ میں ہو پھر کیوں نہ جسم خاکی اچھا ہو

دیا کرتا ہو جو رونق چمن کو ۔۔۔ کرے کیوں یاد وہ رنج و محن کو
جو عاقل اہل ثروت قدرداں ہیں ۔۔۔ جہاں میں ڈھونڈتے ہیں اہل فن کو
ارے صیاد ظالم ڈر خدا سے ۔۔۔ کہیں بلبل نے چھوڑا ہے چمن کو
کئے روزن ہوا چھلنی کلیجہ ۔۔۔ نہ رحم آیا بت ناوک فگن کو
ترا آنا ہی گلگشت چمن میں ۔۔۔ دو بالا کر گیا اُسکی پھبن کو
یہانتک زخم دل نے رنگ لائے ۔۔۔ ملے ہیں خون کے تمغے کفن کو
چھپا کر یان لاکھا تم جا لو ۔۔۔ کہ ہو شرمندگی لالہ یمن کو
تری آنکھوں کی شوخی نے ستمگر ۔۔۔ کیا ہے دشت میں وحشی ہرن کو
جوانی آنے دو شوخی تمہاری ۔۔۔ سکھا دیگی ہمیں اپنے چلن کو
سوال بوسہ کو ٹالا ادا سے ۔۔۔ نہ دی جنبش لب لعل چمن کو
پسینہ آگیا شرم و حیا سے ۔۔۔ لبالب بھر دیا چاہ ذقن کو
ذرا الجھو دیکھو یہ موئے کمر سے ۔۔۔ ذرا سمجھاؤ زلف پر شکن کو

چھلکنا اور مہکنا پھر بسانا ⁘ فقط اتنی ملی خوبی سمن کو
مگر ہے سوزِ الفت کا جو رشتہ ⁘ میسر وہ نہیں ہرگز سمن کو
ملا شمع نے جلنا پھر پگھلنا ⁘ سمن کس طرح پہنچے اس چلن کو
یہ سوزش شمع کی اُس میں کہاں ہے ⁘ لئے پھرتی سمن ہے بانکپن کو
مہک پر نازہ ہو گر یا سمن کو ⁘ تو رکھتی شمع کافوری ہے تن کو
یہ شعرِ نعتِ احمد کا ہے اعظم ⁘ کہ سونگھی ملگئے تیرے دہن کو

ردیف ھا

عشق کا جب سے قیام ہے اسجگہ ⁘ دین و دنیا کو سلام ہے اسجگہ
عشق نے جب سے کیا ہے دلمیں گھر ⁘ بیٹھنا سر کا سلام ہے اسجگہ
دین و دنیا کی نہ کچھہ سدھ بدھ رہی ⁘ بت بنا جب سے امام ہے اسجگہ
عشق صابر کی پیالی جب سے پی ⁘ ہوگیا ترکِ کلام ہے اسجگہ
ساہیرو ساقی نہ ہو جب روبرو ⁘ مے کشی کرنا حرام ہے اسجگہ

صابری جب فیض مرشد سے ملا
بندۂ اعظم غلام ہے اسجگہ

عشقِ صابر عشقِ خواجہ کا سے مقام اسجگہ ⁘ ہر دو عالم کا ذخیرہ اب تمام ہے اسجگہ
طاقِ ابرو زلفِ پیچاں میں گیا ہی دین و دل ⁘ دو مصلے دو ہی مسجد ایک امام ہے اسجگہ
دیدیکے جب سے ہوئے ہیں دیدہ دل کے اپنے یار ⁘ نے رکوع و نے سجود و نے قیام ہے اسجگہ
سیر ایسے باغ کی کرنے گیا ہے ہائے دل ⁘ دل بھی رکھنے کی نہیں جا حرام ہے اسجگہ

شاہدِ عرفان دل اپنا لیا اعظم علی
جام گلفتن نے شستن سے پیا ہم اسجگہ

جمالِ حسنِ لاثانی دکھا دو یا رسول اللہ ⁘ تم اپنا اسکو شیدائی بنا دو یا رسول اللہ

خدارا جلوہ ربانی دکھادو یا رسول اللہ
غبارِ ماسوا اللہ ہی اڑادو یا رسول اللہ

ہیں اس کثرت میں وحدت کا تماشہ دیکھلوں حضرت
میرے آئینۂ دل کو جلادو یا رسول اللہ

دکھادو جلوۂ انوارِ وحدت اپنی برکت سے
نقابِ ظلمتی مونہہ سے اٹھادو یا رسول اللہ

صلوٰۃ العشق میں دائم تیرا اعظم رہے قایم
وقارِ عشق کو اسکے بڑھادو یا رسول اللہ

ردیف ی

تیری درگاہ میں گدا ہوں ای میرے صابر ولی
خوار خستہ ہو چکا ہوں ای میرے صابر ولی

کون ہے تم بن ہمارا جو خبر لے لے شہا
دربدر بھٹکا پھرا ہوں ای میرے صابر ولی

اپنے ادنیٰ سے غلاموں میں مجھے کرلو قبول
بے درم بندہ ترا ہوں ای میرے صابر ولی

چار سو سے فوجِ غم نے آکے گھیرا ہے مجھے
ششدر و حیراں کھڑا ہوں ای میرے صابر ولی

راہ مولا کی بتا اور خبثِ دنیا سے بچا
بوجہہ عصیاں میں دبا ہوں ای میرے صابر ولی

عاجز و مسکیں غریبِ اعظم کی لو جلدی خبر
لایقِ عفو و عطا ہوں ای میرے صابر ولی

دے شرابِ معرفت مخمور ہو جس سے غریب
حرصِ دنیا میں گھرا ہوں ای میرے صابر ولی

دے شرابِ بیخودی تا دور ہوں خطراتِ دل
دامِ شیطاں میں پھنسا ہوں ای میرے صابر ولی

اپنے نامِ پاک کا اعظم کو دیدو فیضِ عام
تیرے در پر آ پڑا ہوں ای میرے صابر ولی

معشوقِ معشوقاں توئی محبوبِ محبوباں توئی
سرتاجِ معشوقاں توئی دلدارِ عشاقاں توئی

در چشمِ عاشق ہم توئی در دل نشستہ ہم توئی
ہر جا کہ می بینم توئی در جان جاناں توئی

زحمت کہ می بینم توئی رحمت کہ می بینم توئی
وقتے کہ گم گشتم ہتو بیشک نمایاں آں توئی

من بندہ ام مولا توئی دانا و ہم بینا توئی
بے دست و بے پا گشتہ ام ملجای ہر حیراں توئی

مصفا با صورت توئی نقاشِ ہر صورت توئی
قسامِ ہر قسمت توئی مولودِ ہر ذیجاں توئی

سردار سرداراں توئی دلدار دلداراں توئی
برجستہ اعظم نگرای شاہِ ذیشاناں توئی

اعظم غریب خستہ جاں بر در فتادہ نیم جاں
گوید بصد آہ و فغاں جاناں توئی جاناں توئی

معشوق من مطلوب من جانم توئی جاناں توئی
وردم توئی درجاں توئی دردم توئی درماں توئی

چشمم توئی گوشم توئی ہم روح جسم و جاں توئی
صمٌ توئی بکمٌ توئی گویا و ہم شنواں توئی

این جا توئی آنجا توئی ہر جا کہ مے بینم توئی
ظاہر توئی باطن توئی پیدا و ہم پنہاں توئی

در وقت ہستم ہم توئی گر نیست گشتم ہم توئی
آدم توئی عالم توئی ماوای ہر حیراں توئی

ہر دم در آغوشم توئی وقت فراموشم توئی
من بندہ ام مولیٰ توئی مقصود ہم رحماں توئی

یادم توئی یاد آمدم توئی قوال گویا ہم توئی
تن تن توئی من من توئی سن سن توئی ساں ساں توئی

در شکلِ مادر ہم توئی رزاق بچہ ہم توئی
بعد ازاں قدرت گرفتہ شاہ و ہم شاہاں توئی

خالق توئی مالک توئی مسجود و ہم ساجد توئی
اعظم توئی اعلیٰ توئی ملجای ہر سلطاں توئی

شوخیٔ نازِ بتاں ہیں دلپہ لکھوائی ہوئی
کیوں اچھل بھرتی ہے سر پر اینڈی اترائی ہوئی

نازشِ حسنِ بتاں کو آگہی مطلق نہیں
ایکدن آتی خزاں ہے دوڑی گھبرائی ہوئی

بے سبب تم جو الجھتے ہو ذرا سی بات پر
یہ تو بیشک ہے کسیکی بات سکھلائی ہوئی

خواب تھا چشمِ صنم میں یا سراپا ناز تھا
یا خیال وصل تھا چتون ہے بل کھائی ہوئی

چال مستانہ کئے دیکھی ہے اعظم کو ہلاک
یہ ہلاکت تھی ازل سے حق کی فرمائی ہوئی

قاصد سواری آئی گذر راہ ہی میں رہ گئی
یا گرد راہ تھی کہ نگاہی میں رہ گئی

دانتوں نے آب لب پہ سی تھی ہنسے جو وہ
بجلی چمک چمک کے سیاہی میں رہ گئی

وہ دیکھنے کو تھا پر نظر کو چرا گیا
چوٹ اسکی چلتے چلتے نگاہی میں رہ گئی

دعوی تو لے لیا تھا مگر ہاے رے نصیب
صرف ایک بات دل کی گواہی میں رہ گئی

اُنکے ہی دیکھنے سے بچے گا مریض عشق | آئی ہوئی قضا بھی نگاہی میں رہ گئی
کالی گھٹا سے زلف نے اُٹھنے نہ دی نظر | برقِ نگاہ تڑپ کے سیاہی میں رہ گئی
گوشوں میں چار چاند ہیں قبہ ہی آسمان | یہ زینت اُنکے کلاہی میں رہ گئی
دل کعبہ کیطرف ہی تو دل اور کی طرف | زاہد تری نماز گناہی میں رہ گئی
اچھا ہوا کہ بھول گئے کاتبِ عمل | فردِ حساب دفترِ شاہی میں رہ گئی

اعظم پھنسا ہوا ہے خرابات دہر میں
دنیا کی یاد یادِ الٰہی میں رہ گئی

جو ہوتا عشق تو کچھہ اُسکی جستجو ہوتی | انہیں گلے سے لگانے جو آرزو ہوتی
ہمارے دل کی ہی پوری کچھہ آرزو ہوتی | چھری کے نیچے جو دم بھر رگِ گلو ہوتی
ہر اک جا پکے ترا گھر ہے تو تو ہے ہرجائی | پتہ قیام کا ہوتا تو جستجو ہوتی
طفیل احمدِ مختار پاک صاف چلا | نہیں تو میری گنہگار ہی شستشو ہوتی
اُسے کہاں ہی بقا جو کہ دور ہے تجھہ سے | فنائی ذات جو ہوتا تو آبرو ہوتی
خیالِ زلف میں ہم رات دن رہی اُلجھے | وگرنہ سنبلِ پیچاں سے گفتگو ہوتی
کسیکی جور کی ہمنے بہت طرح دی ہی | اگر وہ سامنے ہوتے تو دو بدو ہوتی
شہیدِ ناز لہو میں نہا کے اُٹھا ہے | نمازِ عشق نہ بے غسل بے وضو ہوتی
صفت وہ اپنی پس پشت کرتی ہی جو پڑی | جو ہوتا حسن کا دعوی تو روبرو ہوتی
تپِ فراق میں پھرتے جو ڈھونڈھا اسائش کبھی | ہمارے دل کے جلانیکو وہ بھی لو ہوتی

چمن میں فصلِ بہار آگئی ہے اے اعظم
تلاش بلبلِ شیدائی کو بکو ہوتی ❖

دیکھہ کر اُنکو محبت آگئی | آنکھ ملتے ہی مروت آگئی
سب گنہگاروں کی بخشش ہوگئی | جوش پر جب اُسکی رحمت آگئی

سجدوں کے شہر توں کا سب بنی — ذکر کرتے تھے کہ رحمت آگئی

خانۂ دل گھر خدا کا ہے ضرور — جس نے توڑا دل تو شامت آگئی

میرے گھر آیا جو وہ رشک مسیح — بال باندھی لونڈی صحت آگئی

سجدہ ابرو کے تصور میں کیا — یاد محراب عبادت آگئی

مری قسمت سے وہ آئے خود بخود — آگئی گھر بیٹھے دولت آگئی

ہجر کا دھڑکا شب خلوت رہا — صبح ہو کر شام فرقت آگئی

دیکھتے ہی اسکو سکتہ ہو گیا — اسکے آنے پر یہ حیرت آگئی

فوج عصیاں کی چڑھائی تھی مگر — حرف لا کی ایک حفاظت آگئی

تان کر ابرو وہ آتا ہے صنم — جھک کہ محراب عبادت آگئی

اعظم عاصی کی حالت دیکھکر
شافع محشر کو رحمت آگئی

نالۂ غم سے یہ آفت آگئی — آسماں گرنے کی نوبت آگئی

یاد زلفوں کی شباہت آگئی — پھر ہمارے دل کی شامت آگئی

فتنۂ محشر خرام ناز سے — چال چلتے ہی قیامت آگئی

بوجھ پڑتا ہے حنا کے رنگ کا — بارک اللہ کیا نزاکت آگئی

ضعف سے نالہ نہ نکلا تو کہا — دم چرانے کی تو طاقت آگئی

جاتے جاتے رہ گئے ششدر کھڑے — راہ میں جب میری تربت آگئی

فاتحہ لاچار پڑھنی ہی پڑی — سامنے جب میری تربت آگئی

مجھ کو آسیر جان دیتے دیکھ کر — دل کو بھی مرنے کی حسرت آگئی

چال میں پازیب کا یہ شور ہے — لو قیامت پر قیامت آگئی

عشق کا چارہ نہ کیوں اعظم ہے — شاعری جسکی بدولت آگئی

جا چکا دل جاں کی نوبت آ گئی
اور ایک رفت پہ رفت آ گئی

خواب میں پے لیں بلائیں زلف کی
پھر دل ناداں کی شامت آگئی

آگئی وہ آگئی وہ آگئی
رحمت حق سے وہ یہ دولت آگئی

جب گئے معراج کو ختم رسل
اوج پہ گردوں کی رفعت آگئی

وہ عیادت کو جو آئے میرے گھر
آتے ہی اعظم کے صحت آگئی

انوار ذات سرمدی مخدوم صابر کلیری
فیاض فیض احمدی مخدوم صابر کلیری

اے شان تو شان احمدے ذات تو ذات صمد
انعام فضل ایزدی مخدوم صابر کلیری

اے واقف سر خفی وے عارف رمز جلی
عشق عطا کن امجدی مخدوم صابر کلیری

اے شاہ عالی مرتبت اے جاہ والا منقبت
دریائے فیض سرمدی مخدوم صابر کلیری

مخلوق بحر التجا آمد بدرگاہت شہا
بکشا تو دست احمدی مخدوم صابر کلیری

اعظم سگ دربار تو افتادہ در سرکار تو
اے شاہ ملک ایزدی مخدوم صابر کلیری

اُسکی ہر ایک بات میں ایک گھات ہے
پانچ پہلے تھا تو اب وہ سات ہے

لفظ احمد دو سبب ملکر بنا
ایک خود ہے یا خدا کی ذات ہے

نعت احمد کیا کرے کوئی بیاں
خود ثنا خواں جب خدا کی ذات ہے

عشق لائے ہیں ازل سے ساتھ ہم
حضرت دل کے لئے سوغات ہے

لب ہلا دو زندہ ہو جاؤں ابھی
ہونٹ کا ہلنا بڑی کیا بات ہے

وہ اشاروں میں کیا کرتے ہیں بات
جان کے لینے کی یہ بھی گھات ہے

بھری آنکھیں برگریاں ہو گئیں
رات دن بے فصل کی برسات ہے

دل کو چھینا لو دوپٹہ ڈال کے
خوشنما کیا خوب اُنکی گات ہے

وعدہ فرمایا تھا خوب ایفا کیا
واہ صاحب آپکی کیا بات ہے

کیوں سوال بوسہ پر ناخوش ہوئے
یہ ہی جھوٹی عشق کی ایک بات ہے

آکے چپکے سے ذرا سن لیجئے
کان میں کہنے کے قابل بات ہے

عشق کی جاگیر میں صحرا ملا
صرف میں ہوں یا خدا کی ذات ہے

وصل کی شب ہے نہ کر شرم و حیا
ہیں بہت ارمان تھوڑی رات ہے

یا الٰہی تا قیامت ہو نہ صبح
وصل اعظم کی یہ پہلی رات ہے

کیوں نہ پروانہ کا ارمان ہر اک دلمیں رہے
جلکے وہ خاک ہوا اور شمع ہی محفل میں رہے

لالہ کو دیکھ کے غیرت سے یہ کہتا ہوں میں
داغ سینہ میں رہے یا مہ کامل میں رہے

شمع سے ضبط محبت کا سبق لے کوئی
اُف نہ ہو لب پر ذرا سوز نہاں دلمیں رہے

چاہیئے صاف ہو آئینہ دل کینہ سے
کینہ لازم ہے ہمیشہ دل جاہل میں رہے

تیرے دیدار کے ارماں میں یہ شمس و قمر
موج دریا کی طرح قطع منازل میں رہے

مُہر لب پر ہو ہوا تک بھی جگر سے اُٹھے
حوصلہ دلکے لگانیکا یہ ہی دلمیں رہے

ہے اُس زلف گرہ گیر کی کافی زنجیر
فائدہ کیا ترا مجنون جو سلاسل میں رہے

کرکے صید ایک نگہ ناز سے صیاد گیا
صید جتنے تھے تڑپتے ہوئے مقتل میں رہے

گھاٹ سے قلزم ہستی کے اُتار اسکو
یا خدا آب سدا خنجر قاتل میں رہے

ہے یہ ارمان کہ تو خوب تماشا دیکھے
کاش رقص اور کوئی دم ترے بسمل میں رہے

نمک طرز تبسم سے ہو خنداں گل زخم
اس ملاحت کا سدا شور عنادل میں رہے

یار اغیار سبھی رہتے ہیں محفل میں ترے
لطف تو جب ہے کہ عاشق تری محفل میں رہے

جتنے معشوق ہیں فانی وہ سب اعظم
ازلی وہ ہے جو دائم دل شاغل میں رہے

لب ہوں خاموش مگر شور انا دل میں رہے ۔ عمل حب کی طرح سینۂ عاقل میں رہے
داغ دھبہ ہو تو قلب مہ کامل میں رہے ۔ داغ الفت ہے جو ترا تو مرے دل میں رہے
تا دم مرگ بھی تصویر صنم دل میں رہے ۔ یہ عہد چار وہ یار جاسی منزل میں رہا
شکر قاتل میں سدا خون کے پیاسے ہوں ناں ۔ ورد احسان کا ہر دم وہ سائل میں رہے
عشق کا ربط ہے آساں پر مشکل ہے ضبط ۔ اُف نہ ہو لب پر ذرا سوز نہاں دل میں رہے
واہ ری میں میری تقدیر بھی ماشاء اللہ ۔ جلوۂ لطف صنم [illegible] رنگ میں ہے
کھنچے شمع کی صورت مجھے پروا نہیں ۔ تن بے سر ہی کبھی ہو تری محفل میں رہے
خون عاشق کا یہ دھبہ ہے مٹائے نہ مٹے ۔ رگ جوہر کی طرح خنجر قاتل میں رہے
اسلئے آپکے خنجر نے لہو چاٹا ہے ۔ خون ہو کر بھی نہ ارمان کوئی دل میں رہے

قلزم فیض ہے تو فیض سبحان بن اعظم
کہ طلب کی نہ تمنا دل سائل میں رہے

جلوہ گر مہر عرب ماہ عجم ہوتا ہے ۔ شب تو روز کا فرقت میں کرم ہوتا ہے
دم جو بھرتا ہوں ترے پاس وفا کا ہر دم ۔ ہجر میں رشک وہ تیغ دو دم ہوتا ہے
صبح تک تو کہیں جاتی ہے نہ میں جاتا ہوں ۔ دیکھوں کیا ترا دم ختم شب غم ہوتا ہے
نعت حضرت میں جو مضمون رقم ہوتا ہے ۔ وہ قلم زیب وہ باغ ارم ہوتا ہے
شادی مرگ ہوا غیر کو مرنا میرا ۔ کس مسرت سے مری موت کا غم ہوتا ہے
باغ جنت کا بھی مل جائے تو دوزخ ہے مجھے ۔ عیش بے یار کے ہر دم کا الم ہوتا ہے
مجھ سے تنہائی میں جس طرح ملو جی چاہے ۔ غیر کے ساتھ میں ملنا مجھے سم ہوتا ہے
تم ملو غیر دل سے میں آنکھ سے اپنی دیکھوں ۔ اس سے بڑھ کر کوئی دنیا میں ستم ہوتا ہے
ناز و انداز تو ہوتے ہیں نہ لیکن ایسے ۔ کہ ہر اک بات کے پہلو میں ستم ہوتا ہے
شان وہ شان ہے صاحب کی کہ عالم ہے فدا ۔ فیض وہ فیض ہے جو فیض اتم ہوتا ہے

کچھ نہ پوچھو میری بیتابی دل کی حالت — آج مجھ سے وہ جدا میرا صنم ہوتا ہے
عید ہے میرے لئے عنبر کو ماہِ خالی — مہماں آج میرے گھر میں صنم ہوتا ہے

دل کو عاشق سے جو ہاتھوں میں لے اے اعظم
ایسا معشوق بہی معشوقوں میں کم ہوتا ہے

شہر کو چھوڑ کے جو عزمِ حرم ہوتا ہے — کیا وہاں جلوہ نما شوخ صنم ہوتا ہے
صحن میں یہ تیرا نقشِ قدم ہوتا ہے — بخدا سجدہ گہہ اہلِ حرم ہوتا ہے
ہے جو آنا تو کہیں بجز خدا آ جاؤ — ورنہ پھر کوچ سوئے شہرِ عدم ہوتا ہے
تری رحمت کی طرف دیکھ کے خوش ہوتا ہوں — دیکھتا ہوں جو میں اعمال الم ہوتا ہے
دل بری کی تہی دل آزاری کے خاطر ایجا — نخل الفت کا ثمر کیا یہ صنم ہوتا ہے
عشقِ احمد میں جو مر جاؤں تو جی جاؤں میں — مرنا اس رنگ کا عشاق میں کم ہوتا ہے ص

رنگ بیرنگی وحدت ہے تو پہر کیوں اعظم
گہہ خیال قدم وگاہ عدم ہوتا ہے

[illegible]

غیر سے آنکھ کا ملنا ہی ستم ہوتا ہے — پردہ میں لطف ہے بے پردہ الم ہوتا ہے
ہونے دو خیر اگر مجھ پہ ستم ہوتا ہے — میرے صدقہ میں قبول ان کے کرم ہوتا ہے
نعتِ احمد میں جو مضمون رقم ہوتا ہے — تیز تر دل کی روانی میں قلم ہوتا ہے
نازیبا کا جو ترک کے ستم ہوتا ہے — شبِ عشرت میں عجب لطف و کرم ہوتا ہے

دردِ فرقت سے بڑھا ضعف یہاں تک اعظم
سانس لیتے ہوئے بہی دردِ شکم ہوتا ہے

یارب کھڑا ہوں سید ابرار کے لئے — دیدار ہو نصیب دلِ افگار کے لئے
گلچین جو طعنہ زن ہے دل افگار کے لئے — سوسن زباں دراز ہے گفتار کے لئے
گلشن میں کہہ رہی ہے حیا چھپ کے جا بیٹھے — نرگس نے آنکھ کھولی ہے دیدار کے لئے

سنتا ہوں بجز ذبح وہ آتے ہیں اسطرف — تکلیف کرکے مرغ گرفتار کے لئے

گلدستہ ساتھ ہو دل پرداغ کا مرے — لازم ہے یہ بناؤ طرحدار کے لئے

پیکر شراب شوق مزہ ہے وصل کے اٹھا — تو یہ بڑی سپر ہے گنہگار کے لئے

کون و مکان میں آپنے جلوہ دکھادیا — صدقہ ہے دل میرا اسی اظہار کے لئے

خاموش تو ہو اے دلِ ناداں نکر ہیکا — لازم ہے صبر مرغ گرفتار کے لئے

زخم جگر پہ آپ چھڑکتے رہے نمک — بھیجا کسیکو مرہم زنگار کے لئے

اقرار دیگیا ہے کسی بات کا کوئی — ملجائیگی دوا دلِ بیمار کے لئے

انوار ذاتِ پاک جو احمد میں ہے تمام — شایاں ہے مطلع رخِ انوار کے لئے

دن پھر گئے نصیب پھر جان آگئی — بوسے جو لیئے سنگِ در یار کے لئے

دل اور متاع صبر کو قربان کرچکا — حاضر یہ سر ہے اب تری تلوار کے لئے

کہتے ہیں دیکھ کر یہ زنخدان یار کو — یہ خوب سیب ہے دلِ بیمار کے لئے

اعظم کلام تیرا تو اچھا نہیں مگر
بیچین ہے کوئی ترے اشعار کے لئے

جہاں خدنگ نظر چشم دلربا کے چلے — تو ساتھ ساتھ دل و جان مبتلا کے چلے

ہزار وہ کیا ٹھوکر سے لگا کر چلے — کہ ایک فتنۂ محشر نیا اٹھا کے چلے

خرام ناز سے جس دن چلے ہیں گلشن میں — چلی ہوا تو ہماری ہوا بچا کے چلے

عدو کے سامنے دی ہیں نہ اتنیں ملکو — ادھر کی چال مجھے اپنے گھر بلا کے چلے

غمِ فراق کا بوجھ آدمی اٹھاتا ہے — کہاں مجال فرشتے کی جو اٹھا کے چلے

کبھی جو دیکھ لیا ہمنے راہ میں انکو — میری طرف سے وہ کچھ آنکھ سی چرا کے چلے

فنا سے پیشتر اعظم فنائے ذات ہو
رہے ہم ایسے کہ دنیا سے دل اٹھا کے چلے

دل کہتا ہے غم دلکو دہلنے نہیں دیتے
اور کہیں اگر جوش اُبلنے نہیں دیتے

ہیہات میری بات کو چلنے نہیں دیتے
ایک بات بھی مونہہ سے وہ نکلنے نہیں دیتے

پامال رہو خوب یہی تیری سزا ہے
پلکیں نہ جھپکیں تلووں کو ملنے نہیں دیتے

رونا تو کہاں مجکو بگڑنے نہیں دیتے
جوں شمع سحر مجکو وہ جلنے نہیں دیتے

کافر ہے جو کہتا ہے مسلمان بنو تم
اس راہ سے اُس راہ پہ چلنے نہیں دیتے

پامال کئے دیتا ہے جیتوں کا بدلنا
وہ عشوہ ہے اُنکا کہ سنبھلنے نہیں دیتے

اعظم کے تڑپنے کی وہ پروا نہیں کرتے
پھر شمع صفت اُسپہ وہ جلنے نہیں دیتے

ہوا دشت کلیر سے کیسی چلی ہے
کہ خنداں ہر ایک برگ دل کی کلی ہے

یہ جلوہ تھا محفل میں کس شمع رو کا
کہ پروانہ سے شمع بڑھکر جلی ہے

گلے پر ہے کس ناز سے تیغ چلتی
یہ کس نازنین کی بغل میں پلی ہے

ولی ہے خدا کا ولایت کا والی
تیرا نام مخدوم صابر علی ہے

زمیں پر رکھیں پاؤں کس طرح اعظم
کہ چرخ چہارم تمہاری گلی ہے

کرے عرض کیا حال دل اپنا
عیاں تجھپہ راز خفی اور جلی ہے

نعمت ملی ہے عشق کی اب اور کیا ملے
دولت ملی ہے ایسی کہ جس سے خدا ملے

ثابت قدم رہو مگر و تکلم ذرا
پھر دیکھ لو کہ غیب کے پردے سے کیا ملے

ملنے کی راہیں سینکڑوں ہیں انکی پر نظر
ظاہر اُدھر ملے تو ادھر کو جدا ملے

پہلے تو زہے اُنکی مدارات کیجئے
سر کے نثار جان کو ہو کر گدا ملے

اعظم تمہارے عشق نے تمکو ملا دیا
ایسے نصیب ہوں جو ہو کر فدا ملے

...نکا محفل میں آنکے گذر ہے — ادہر ماری برچھی جو دیکھا ادہر ہے
...ی چٹکی پھرتی پہ قرباں ہوں یار — دکھاتا کدہر ہے لگاتا کدہر ہے
...فیں کی صفیں ایک دم میں پلٹ دیں — فقط ایک اشارہ ہی مارا جدہر ہے
...را حال جیسا ہوا حال اُن کا — ادہر کا اُدہر دیکھو آیا اثر ہے

نظر جب پڑی نیک اعظم پہ تیری
عدو جلگئے ہی اُنکا ثمر ہے

...دا کا شکر ہے صابر کہ اس دربار میں آئے — کہ جس سرکار کے ہم ہیں اسی سرکار میں آئے
...را چہرہ ہے میرا قبلہ تیری زلفیں ہیں میرا ایماں — طواف کعبہ کرنیکو ترے دربار میں آئے
...ری وحدت تری کثرت ترا جلوہ ہر اک عالم — ہر ایک جلوہ نشان تیرا کہ جو دیدار میں آئے
...لی چہرہ محمد جسم ذات کل ہے جسمیں — علی احمد لقب صابر کا رکھ اظہار میں آئے
تجلی ذات کی اپنی دکھادی اب ہمیں صابر بنا — کہ پھر پھر کر بھٹک کر اس شہی دربار میں آئے
ترے عاشق ہوئے صابر زلیخا کی طرح جب ہم — تو یوسف کی طرح بک نے ترے بازار میں آئے
مرے آقا مرے مولا مرے صابر مرے داتا — ترا ہم عشق لینے کو تری سرکار میں آئے

وہ گلستان ازل کو دیکھکر گھبرائے جب اعظم
ابد کی سیر کرنیکو تری گلزار میں آئے

خدایا مجھے تو نے پیدا کیا ہے — میں بندہ ہوں تیرا تو میرا خدا ہے
...مجھتا تھا خود آپ یکتائی اپنی — مگر لاکھوں درجہ تو مجھ سے سوا ہے
...ریعت میں بندہ بنا آپ آکر — حقیقت میں مولا ہی صورت نما ہے
...پھر یہ ٹکر لگا جاکے زاہد — ہمیں اُنکے قدموں پہ سجدہ روا ہے
...دا اسکا وہ جسکی جس سے محبت — مجھے تجھ ہی سے محبت میرا تو خدا ہے
...ا بندہ جب دم تو بت تھا وہ بالکل — دیا پھونک جب دم تو نے تو ہی خدا ہے

اشارہ ہوا یہ کہ خاموش خاموش
کہاں کا حساب اور کہاں کا جواب

یہ رمز خدا ہے یہ سِرِّ خدا ہے
توہی مدعی اور توہی مدعا ہے

تیرا نام بندہ تیرا نام اعظم
توہی گم ہوا خود توہی خودنما ہے

فرشتے لگے کہنے کہ کیا ماجرا ہے
وہاں جسم و جاں سے مبرّا ہوا تو
دکھاتا تھا ناصح مجھے صورتیں دو
خدا خود محمد کی صورت میں ہو کر
نہ کیوں اہلِ باطل کا دعویٰ ہو باطل
تیرا جلوہ ہر شے میں آتا نظر ہے

پیمبر توہی اور توہی خود الٰہ ہے
یہاں چشم کثرت میں با دست و پا ہے
جو دیکھا نہیں کوئی تیرے سوا ہے
خدائی کے پردے میں کیا چھپا ہے
توہی مدعی اور توہی مدعا ہے
نظر کو ہماری وہ بینا کیا ہے

پتہ کی کہی بات اعظم نے ناصح
نہ سمجھے اگر تو۔ تو لعنت خدا ہے

اے کہ باشانِ قدم انّی انا اللہ گفتۂ
بلبلِ دل میزند گل بانگِ استغفار را
کاہِ آسہ چوں نگردد کوہِ غم از رفعت
چوں نکویاں راستودم بر درِ دہرِ جہاں
عاصیاں در بزمِ غم دستِ مسرّت میزنند
تاجِ وحدت را نہادی بر سرِ اہلِ کرم
با فقیراں را بدہ جامِ شرابِ صافیہ ئی
بجرِ نصرت بر دیارِ نفسِ شیطاں رسید

راز اللہ الصمد در قل ہو اللہ گفت
اے بباغِ دہر چوں استغفر اللہ گفتۂ
خاشعًا متصدعًا من خشیۃ اللہ گفتۂ
در حرم با حرمتم الحمد للہ گفت
زانکہ تو لا تقنطوا من رحمۃ اللہ گفتۂ
باسخیاں چوں سخن از قرض اللہ گفتۂ
اے کہ جامِ چشتیاں را صبغۃ اللہ گفتۂ
اعظمِ جیاب را نصر من اللہ گفتۂ

تمت

غزل

گر نهادم سر بگوییت بسم الله گفته
آفرینش هر دو عالم قدرت الله گفته

هر نفس مشهود انت الله گفته
ای که از سر تو علی انّا الله گفته

عاشق دل خسته [illegible] الله گفته

شاه حسن هر گدای آمده مشغول تو
[illegible]

مفلس [illegible] نیست کسی [illegible]
ال عالم [illegible]

[illegible] الله گفته

[illegible]
هر نفس ظلمت نور ز آب آمده [illegible]

[illegible] جواب آمده
نا امیدان را [illegible] جواب آمده

[illegible] لا تقنطوا من رحمة الله گفته

[illegible] بوده [illegible] بوده
هم به عالم [illegible] ذات [illegible] بوده

[illegible] بوده [illegible]
[illegible] افزوده

[illegible] الحمد الله گفته

[illegible] اگنده [illegible] اندوده
[illegible] پاره [illegible] اندوده

[illegible]
در بیان وصف [illegible]

[illegible] الله گفته

در عالم نباشد حقیقت وانگه تو
پرورش کرده [illegible] تو

[illegible]
[illegible] حقیقت [illegible] تو

عاصیان را [illegible] الله گفته

بر کلام اعظم اگر داری نظر تقریر نیست	زانکہ ادراک وجود مسالک بجز تقلید نیست
حق بجز حق نیست حق گفتند داناں تزویر نیست	پس علی شد یقین معرفت بجز توحید نیست

پیش کہاں حقیقت قل ہو اللہ گفتند

غزل

جن ہاتھوں میں ہووے کاٹ کی تسبیح اور ساتھ اسکے نور احمد ہو
جب نور بنے وہ نور احمد پھر تسبیح ہر رگ سرمد مد ہو

سرمد کہنا فانی ہے اور احمد باقی کا ہی سچ
سالک عقل کامل ہو کامل سالک واصل احمد ہو

جب شان احد آوے اسمیں اور حسن محاسن پاوے اسمیں
جب حسن بنے وہ معنی قرآں تب پڑھنے کے لائق ابجد ہو

اول صابر شان عالی ہو اسیر ذات سرمد والی ہو
جب ذات بنے وہ ذات احد ہو ملایک مرقد ہو

اعظم جسم خاکی والا ہے یہ صدقہ مرشد کے وہ بالا ہے
تو ہی تو ہی سب جب مجھ میں ہو پھر کیوں جسم خاکی مجدد ہو

تاریخ

حاذق حکیم و صوفی و صافی فقیر و پیر	دیوان خویش گفت چو شد فیض عام
اعظم علی حکیم پسندید گفت سال	دیگر کلام حاذق اعظم بگو کلام

شہیدونکا محفل میں اُنکے گذر ہے | اِدھر ماری برچھی جو دیکھا اُدھر ہے
نہی چشکی پھرتی پہ قرباں ہوں یار | دکھاتا کدھر ہے لگاتا کدھر ہے
صفیں کی صفیں ایک دم میں پلٹ دیں | فقط ایک اشارہ ہی مارا جدھر ہے
یہ احال جیسا ہوا حال اُن کا | ادھر کا اُدھر دیکھو آیا اثر ہے

نظر جب پڑی تیغ اعظم پہ تیری
عدو جلگئے یہی اُنکا ثمر ہے

خدا کا شکر ہے صابر کہ اس دربار میں آئے | کہ جس سرکار کے ہم ہیں اُسی سرکار میں آئے
ترا چہرہ مرا قبلہ تری زلفیں مرا ایماں | طواف کعبہ کرنیکو ترے دربار میں آئے
تری وحدت تری کثرت ترا جلوہ ہر اک عالم | ہر ایک جلوہ نشان تیرا کہ جو دیدار میں آئے
تجلی چہرہ محمد جسم ذات کل ہی جسمیں | علی احمد لقب صابر کا رکھ اظہار میں آئے
تجلی ذات کی اپنی دکھادی اب ہمیں صابر | کہ پھر پھر کر بھٹک کر اس شہی دربار میں آئے
ترے عاشق ہیں ہم صابر زلیخا کی طرح جب ہم | تو یوسف کی طرح بک نے ترے بازار میں آئے
مرے آقا مری مولا مری صابر مرے داتا | ترا ہم عشق لینے کو تری سرکار میں آئے

وہ گلستان ازل کو دیکھکر گھبرائے جب اعظم
ابد کی سیر کو نیکو تری گلزار میں آئے

خدایا مجھے تو نے پیدا کیا ہے | میں بندہ ہوں تیرا تو میرا خدا ہے
سمجھتا تھا خود آئی یکتائی اپنی | مگر لا کہوں ورنہ تو تجھ سے سوا ہے
شریعت میں بندہ بنا آپ آکر | حقیقت میں مولا ہی صورت نما ہے
تو پھر یہ تکبر لگا جا کے زاہد | ہمیں اُنکے قدموں پہ سجدہ روا ہے
ملا اُسکا وہ جسکی جس سے محبت | مجھے تجھ ہی سے محبت میرا تو خدا ہے
نہ بندہ جسد دم تو بت تھا وہ بالکل | دیا پھونک دم تو نے تو ہی خدا ہے